Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

شمارہ 18

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

26 جمادی الثانی 1433 ہجری قمری۔ 3 ہجرت 1391 ہش 3 مئی 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔
اللھم ایدامامنا بروح القدس و بارک لنافی عمرہ و امرہ۔

دجال، کذاب، جھوٹے اور لعنتی تیس آئیں یا تیس لاکھ آجائیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کو نبی اللہ کا خطاب عطا فرمایا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس خطاب کو چھین نہیں سکتی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

آنے والے مسیح کے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن ارشاداتِ عالیہ کو سنیئے جو صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجّال وصفته ومامعه سے لئے گئے ہیں چونکہ لمبی حدیث ہے اس لئے میں اس کے متعلقہ حصے پڑھ کر سناتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا مسیح ابن مریم کے نزول کا ذکر کرتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

۔۔۔ یُحۡصَرُ نَبِیُّ اللّٰہِ عِیۡسٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَاَصۡحَابُہٗ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ یعنی عیسیٰ نبی اللہ گھیر لیا جائے گا اور اس کے صحابہ رضوان اللہ علیہم (اللہ اُن پر راضی ہو) بھی۔ پھر فرماتے ہیں:۔

"۔۔۔ فَیَرۡغَبُ نَبِیُّ اللّٰہِ عِیۡسٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَاَصۡحَابُہٗ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ"

پھر وہ توجہ فرمائے گا کس طرف؟ خدا تعالیٰ کی طرف یا دُعاؤں کی طرف اور اس کے ساتھی رضوان اللہ علیہم بھی۔ پھر فرماتے ہیں:۔"۔۔۔ ثُمَّ یَہۡبِطُ نَبِیُّ اللّٰہِ عِیۡسٰی وَاَصۡحَابُہٗ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ۔۔۔

اور پھر فرماتے ہیں:۔

"۔۔۔ فَیَرۡغَبُ نَبِیُّ اللّٰہِ عِیۡسٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَاَصۡحَابُہٗ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مرتبہ آنے والے مسیح کو نبی اللہ کہہ کر ذکر فرمایا ہے اور صحیح مسلم صحاح ستہ کی اہم ترین کتابوں میں سے ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ پرانا نبی تھا اور آئندہ کوئی صحابی بھی پیدا نہیں ہوسکتا۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے ساتھیوں کو صحابہ کیوں کہا جارہا ہے اور ساتھ رضی اللہ عنھم کا خطاب کیوں دیا جارہا ہے؟ ظاہر ہے یہ آپؐ کے بعد میں ہونے والا ایک واقعہ ہے جس کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ذکر فرمارہے ہیں۔

پس ایک بات تو قطعی طور پر ثابت ہوگئی کہ جتنے چاہیں دجّال اور کذّاب اور لعنتی اور جھوٹے دنیا میں آجائیں۔ تیس آئیں یا تیس لاکھ آئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے عیسیٰ یا مسیحؑ کو جو نبی اللہ کا خطاب مرحمت فرمایا ہے اُسے دُنیا کی کوئی طاقت چھین نہیں سکتی۔ کون ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے خطاب کو چھین لے۔

زارِ روس کے متعلق آتا ہے کہ ایک دفعہ اُس نے اپنے ایک سپاہی کو حکم دیا کہ میں ایک بہت ضروری کام میں مصروف ہوں تم نے اس رستے پر کسی کو آنے نہیں دینا۔ چنانچہ وہ سپاہی سینہ تان کر کھڑا ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد زارِ روس کا بیٹا اپنے باپ (بادشاہ) سے ملنے جارہا تھا تو سپاہی نے شہزادہ کو روک دیا کہ آپ آگے نہیں جاسکتے۔ اُس نے کہا تم کون ہوتے ہو مجھے روکنے والے سپاہی نے کہا زارِ روس کا حکم ہے۔ شہزادہ نے کہا اچھا میں تمہیں ابھی بتاتا ہوں اس نے سپاہی کو سانٹے مارے اور ذلیل و رسوا کیا۔ جس حد تک زیادتی کرسکتا تھا زیادتی کی اور پھر آگے بڑھنے لگا لیکن سپاہی زخمی حالت میں آگے کھڑا ہوگیا کہ مار تو آپ نے لیا ہے مگر آپ آگے نہیں جاسکتے زارِ روس کا حکم ہے اس پر پھر اُس کو طیش آگیا۔ پھر اُس نے مارا پھر اُس نے انکار کیا اور آگے نہ جانے دیا۔ زارِ روس یہ سارا واقعہ دیکھ رہا تھا۔ چنانچہ وہ آگے آیا اور شہزادے سے پوچھا کیا بات ہے، یہ کیا جھگڑا ہو رہا ہے؟ اُس نے کہا کہ مجھے اُس نے آگے نہیں آنے دیا۔ یہ ایک ذلیل سپاہی ہے۔ یہ کون ہوتا ہے میرا رستہ روکنے والا۔ زارِ روس نے پوچھا اُس نے کیا کہا تھا۔ شہزادہ نے بتایا کہ کہا تو یہی تھا کہ بادشاہ کا حکم ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اگر یہ کہا تھا تو پھر تم نے حکم عدولی کی ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے سپاہی سے کہا تم یہ سانٹا اُٹھاؤ اور میرے بیٹے کو مارو۔ شہزادہ بولا کہ بادشاہ سلامت! اس مملکت کا قانون ہے کوئی عام سپاہی کسی افسر پر ہاتھ نہیں اُٹھا سکتا۔ زارِ روس نے اُس سپاہی کو کیپٹن کا عہدہ دے دیا اور اُسے مخاطب کر کے کہا اے کیپٹن فلاں! تم سانٹا اُٹھاؤ اور میرے بیٹے کو مارو۔ شہزادہ نے کہا۔ بادشاہ سلامت! ایک اور بھی قانون ہے کہ کیپٹن اپنے سے بڑے عہدیدار یعنی جرنیل کو نہیں مار سکتا۔ اس پر زار روس نے کہا کہ اے جرنیل فلاں! تم سانٹا اُٹھاؤ اور میرے بیٹے کو مارو۔ شہزادہ نے اس پر پھر عرض کیا کہ اس مملکت کا ایک اور قانون بھی ہے اور وہ یہ کہ کوئی غیر شہزادہ کسی شہزادہ کو نہیں مار سکتا۔ اس پر زارِ روس نے کہا کہ اے شہزادہ فلاں! سانٹے کو اُٹھاؤ اور میرے بیٹے کو مارو کیونکہ اس نے میری حکم عدولی کی ہے۔ آن واحد میں وہ سپاہی شہزادہ بن گیا۔ کوئی نہیں تھا جو اس کی شہزادگی کو اس سے چھین سکتا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا تم یہ بھی اختیار نہیں دیتے جو زارِ روس کو حاصل تھا۔ سلطنت روس میں جو مقام اور جو عظمت زار روس کو حاصل تھی اس سے لاکھوں کروڑوں مرتبہ زیادہ عظمت ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر بھی حاصل تھی اور زمین پر بھی۔ آپؐ مذکورہ بالا حدیث میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ فرمارہے ہیں ایک دفعہ نہیں فرمارہے۔ دو دفعہ نہیں فرمارہے۔ تین دفعہ نہیں فرمارہے بلکہ ایک ہی حدیث میں اُسے چار مرتبہ نبی اللہ کے نام پر یاد فرماتے ہیں۔ اب اے مخالفو! اگر تم میں طاقت اور ہمت ہے تو اس خطاب کو اس سے چھین کے دکھاؤ۔ تم اس دروازے کو بند کروگے تو کیسے کروگے۔

(اختتامی خطاب برموقع سالانہ جلسہ انگلستان ۷ اپریل ۱۹۸۵۔ بحوالہ عرفان ختم نبوت صفحہ ۵۰ تا ۵۴)

121 واں جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ 29-30 اور 31 دسمبر 2012ء

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 121 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29-30 اور 31 دسمبر 2012ء (بروز ہفتہ اتوار اور سوموار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے خود بھی اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کردیں اور دیگر احباب جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں کو بھی اس جلسہ میں شامل کرنے کی پرزور تحریک کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور بابرکت ہونے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان | اداریہ | 3 مئی 2012

ہندو میرج ایکٹ میں تبدیلی ایک جائزہ

(قسط: سوئم)

اسلام میں عورت کا مقام

اسلام کی آمد عورت کیلئے غلامی، ذلت اور ظلم و استحصال سے آزادی کا پیغام تھی۔ اسلامی معاشرہ میں عورت کو ہر وہ حقوق حاصل ہوئے جو اس کی فلاح و بہبودی کیلئے ضروری تھے۔ عورت کی عزت و تکریم زندگی کے ہر شعبہ میں کی گئی چنانچہ عورت کو نحوست بدفالی سے نجات دیتے ہوئے تخلیق کے درجہ میں مرد و عورت کو مساوی مرتبہ پر رکھا گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (النساء:۲)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں میں سے مردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رِحموں (کے تقاضوں) کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔

عورت سے دائمی لعنت کو مٹا دیا گیا۔ عیسائی روایات کے مطابق حضرت حوا علیہا السلام کو شیطان نے بہکا دیا تھا اور حضرت حوا کے بہکاوے سے حضرت آدمؑ نے ممنوعہ پھل کھایا اور ان کا جنت سے اخراج ہوا۔ قرآن مجید نے اس ذلت کے داغ کو دور کیا اور بتایا کہ عورت و مرد دونوں کو شیطان نے وسوسہ ڈالا تھا۔ فرمان الٰہی ہے۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○ (البقرۃ:۳۷)

ترجمہ: پس شیطان نے ان دونوں کو اس (درخت) کے معاملہ میں پھسلا دیا پس اُس سے انہیں نکال دیا جس میں وہ پہلے تھے۔ اور ہم نے کہا تم نکل جاؤ (اس حال میں کہ) تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہوں گے اور تمہارے لئے (اس) زمین میں ایک عرصہ تک قیام اور استفادہ (مقدّر) ہے۔

مرد و عورت دونوں کو خدا تعالیٰ کے حضور اجر میں مساوی قرار دیا گیا ہے۔ ان دونوں میں عمل کے اجر کے اعتبار سے مرد و عورت میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ○ (ال عمران:۱۹۶)

ترجمہ:۔ پس ان کے ربّ نے اُن کی دُعا قبول کر لی (اور کہا) کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ہرگز ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت تم میں سے بعض بعض سے نسبت رکھتے ہیں۔ پس وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں دُکھ دیئے گئے اور انہوں نے قتال کیا اور وہ قتل کئے گئے ۔ میں ضرور ان سے ان کی بدیاں دور کر دوں گا اور ضرور انہیں داخل کروں گا ایسی جنتوں میں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ (یہ) اللہ کی جناب سے ثواب کے طور پر (ہے) اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔

اسلام نے عورت کی مختلف حیثیتوں سے اس کے تمام حقوق کی ضمانت دی ہے۔ عورت کے انفرادی حقوق میں عصمت و عفت کا حق، عزت و رازداری کا حق، تعلیم و تربیت کا حق، حسن سلوک کا حق، ملکیت اور جائداد کا حق، حرمت نکاح کا حق بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

عائلی حقوق میں ماں، بیٹی، بہن، بیوی کی حیثیت سے عورت کو اُس کے جملہ حقوق دیئے گئے۔ چنانچہ صرف قرآن مجید ہی ہے جس نے سب مذاہب عالم کی تاریخ میں عورت کے حق وراثت کو تسلیم کیا اور یہ اعلان کیا کہ

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ○ (النسآء:۱۳)

ترجمہ: اور تمہارے لئے اُس میں سے نصف ہوگا جو تمہاری بیویوں نے ترکہ چھوڑا اگر ان کی کوئی اولاد نہ ہو۔ پس اگر ان کی کوئی اولاد ہو تو تمہارے لئے چوتھا حصہ ہوگا اس میں سے جو اُنہوں نے چھوڑا، وصیت کی ادائیگی کے بعد جو انہوں نے کی ہو یا قرض چکانے کے بعد۔ اور ان کے لئے چوتھا حصہ ہوگا اس میں سے جو تم نے چھوڑا اگر تمہاری کوئی اولاد نہ ہو۔ اور اگر تمہاری کوئی اولاد ہو تو اُن (بیویوں) کا آٹھواں حصہ ہوگا اس میں سے جو تم نے چھوڑا۔ وصیت کی ادائیگی کے بعد جو تم نے کی ہو یا قرض چکانے کے بعد اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ورثہ تقسیم کیا جا رہا ہو جو کلالہ ہو (یعنی نہ اس کے ماں باپ ہوں نہ اولاد) لیکن اس کا بھائی یا بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہوگا۔ اور اگر وہ (یعنی بہن بھائی) اس سے زیادہ ہوں تو پھر وہ سب تیسرے حصے میں شریک ہوں گے وصیت کی ادائیگی کے بعد جو کی گئی ہو یا قرض چکانے کے بعد۔ بغیر اس کے کہ کوئی تکلیف میں مبتلا کیا جائے۔ وصیت ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بڑا بُردبار ہے۔

اسلام نے عورت کے انفرادی عائلی حقوق کے ساتھ ساتھ اُس کو ازدواجی حقوق کی بھی آزادی دی ہے۔ چنانچہ اسلام نے عورت کو اوّل شادی کا حق دیا۔ اسلام نے اس بات کا اعلان کیا کہ شریعت کے مقرر کردہ اصول و ضوابط کے اندر رہتے ہوئے عورت کو ہر حالت میں یعنی یتیم۔ باندی۔ مطلقہ نکاح کے بنیادی حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ فرمایا:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (البقرہ:۲۳۳)

ترجمہ: اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی میعاد پوری کر لیں، تو انہیں اس بات سے نہ روکو کہ وہ اپنے (ہونے والے) خاوندوں سے شادی کر لیں، جب وہ معروف طریق پر آپس میں اس بات پر رضامند ہو جائیں۔ یہ نصیحت اُسے کی جا رہی ہے۔ جو تم میں سے اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے۔ یہ تمہیں زیادہ نیک اور زیادہ پاک بنانے والا طریق ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جبکہ تم نہیں جانتے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (النور:۳۳)

ترجمہ: اور تمہارے درمیان جو بیوائیں ہیں ان کی بھی شادیاں کراؤ اور اسی طرح جو تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے نیک چلن ہوں ان کی بھی شادی کراؤ۔ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی بنا دے گا اور اللہ بہت وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

ازدواجی حقوق میں دوسرا بنیادی حق عورت کو خیار بلوغ کا ہے۔ نابالغ لڑکی کی بلوغت سے قبل ولی کے کئے ہوئے نکاح کو بالغ ہونے پر رد کر دینے کا اختیار خیار بلوغ کہلاتا ہے۔ اس اختیار کا نفاذ قاضی کے ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ صرف اسلام کی ہی خوبی ہے کہ اُس نے خواتین کو ازدواجی حقوق عطا کرتے ہوئے خیار بلوغ کا حق عطا کیا ہے جو اسلام کے نزدیک انفرادی حقوق کے باب میں ذاتی اختیار کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسلام نے عورت کے ازدواجی حقوق میں عورت کو ملکیت کا حق عطا کیا ہے۔ عورت کے حق ملکیت میں جہیز اور مہر کا حق شامل ہے۔ قرآن مجید نے مردوں کو نہ صرف عورتوں کی ضروریات کا کفیل بنایا ہے بلکہ اُنہیں تلقین کی ہے کہ اگر وہ مہر کی شکل میں ڈھیروں مال بھی دے چکے ہوں تو واپس نہ لیں۔ بلکہ وہ عورت کی ذاتی ملکیت بن چکا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ○ (النساء۲۱)

ترجمہ: اور اگر تم ایک بیوی کو دوسری بیوی کی جگہ تبدیل کرنے کا ارادہ کرو اور تم ان میں سے ایک کو ڈھیروں مال بھی دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔ کیا تم اُسے بہتان تراشی کرتے ہوئے اور کھلے کھلے گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے لوگے۔

اسلام نے عورت کو حق زوجیت عطا کیا ہے اور مردوں پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ حتیٰ الوسع حقوق زوجیت ادا کرنے سے دریغ نہ کریں۔ زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ اگر خاوند بیوی کو پریشان کرنا چاہتا تو قسم کھا لیتا کہ میں بیوی سے مقاربت نہ کروں گا اسے شریعت کی اصطلاح میں ایلا کہتے ہیں اس طرح عورت معلقہ ہو کر رہ جاتی نہ مطلقہ نہ بیوی (کہ اور شادی کر سکے) اور نہ شوہر والی کیونکہ شوہر نے اُس سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو ناپسند ٹھہرایا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (البقرہ:۲۲۷)

ترجمہ: ان لوگوں کیلئے جو اپنی بیویوں سے تعلقات قائم نہ کرنے کی قسم کھاتے ہیں چار مہینے تک انتظار کرنا جائز ہوگا۔ پس اگر وہ رجوع کر لیں تو اللہ یقیناً بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

آنحضرتؐ نے بیوی کے حق کی اہمیت کو اپنی سنت مبارکہ سے واضح فرمایا آپ کا طریق مبارک تھا کہ کسی غزوہ پر تشریف لے جاتے تو بیویوں میں قرعہ ڈالتے اور جس کے نام قرعہ نکل آتا اُسے ساتھ لے جاتے۔

اسلام نے عورت کا کفیل مرد کو بنایا ہے اور اُسے ذمہ دار ٹھہرایا ہے کہ وہ اپنی بیوی کی خوراک سکونت لباس زیورات وغیرہ حتیٰ الوسع ادا کرے۔ فرمان الٰہی ہے۔ الرجالُ قوامون علی النساء(۲:۲۶۳) قرآن مجید نے مرد و عورت کے تعلقات کو ایک لطیف مثال کے ذریعہ واضح کیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

(باقی صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی پہنچایا۔ اسی طرح آپ نے اپنے حلقۂ بیعت میں آنے والے اپنے صحابہ کے دلوں میں بھی یہ روح پھونکی کہ دنیا کو یہ پیغام دو کہ خدا کی طرف آئیں، اس سے تعلق جوڑیں اور یہ تعلق اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے ساتھ جڑنے سے ہی حقیقی رنگ میں جڑ سکتا ہے

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت دلچسپ، ایمان افروز تبلیغی واقعات کا تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو اہم نصائح۔

مکرم مقصود احمد صاحب ابن مکرم ادریس صاحب آف ربوہ کی نوابشاہ میں شہادت۔ مکرمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ

اہلیہ مکرم مستری محمد حسین صاحب درویش مرحوم قادیان کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 09 مارچ 2012ء بمطابق 09 امان 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ.

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ. اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ.

صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ.

انبیاء دنیا میں بندے کو خدا کے قریب کرنے کے لئے، بندے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بنانے کے لئے، بندے کو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم پر چلانے کے لئے آتے ہیں۔ اور ان سب انبیاء میں سے کامل اور مکمل تعلیم لے کر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر اتری ہوئی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا حق ادا کر دیا۔ جو پیغام لے کر آئے تھے اُس کو دنیا میں پھیلانے کا ایسا حق ادا کیا کہ جس کی کوئی مثال نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے بدوؤں کو بھی پیغامِ حق پہنچایا۔ غلاموں کو بھی پیغامِ حق پہنچایا۔ رؤوساءِ مکہ کو بھی پیغامِ حق بغیر کسی خوف کے پہنچایا اور بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی پیغامِ حق پہنچا کر خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور پھر اس عظیم کام کو آپؐ کے صحابہ نے بھی دنیا تک پہنچایا اور پھر چودہ سو سال بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے پھر اس عظیم کام کی تجدید کی اور دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلایا۔ دنیا کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کس طرح تلاش کرنی ہے، کس طرح اُس تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی تلاش ہے، اُس تک پہنچنے کی خواہش ہے تو اب صرف اور صرف مذہب اسلام ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ پھر آپ نے غیر مذہبوں کو بھی یہی دعوت دی۔ اپنی ایک نظم کے ایک مصرعے میں آپ فرماتے ہیں: ''آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے''۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 225)

پھر ایک جگہ آپ اپنی نثر میں، تحریر میں فرماتے ہیں کہ:

''دنیا کے مذاہب پر اگر گہری نظر کی جاوے تو معلوم ہوگا کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے۔ اور یہ اس لئے نہیں کہ درحقیقت وہ تمام مذاہب ابتدا سے جھوٹے ہیں'' (آجکل جو مذہبوں میں غلطی ہے فرمایا کہ اس لئے نہیں کہ شروع سے ہی وہ جھوٹے تھے) ''بلکہ اس لئے کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید چھوڑ دی اور وہ ایسے باغ کی طرح ہو گئے جس کا کوئی باغبان نہیں اور جس کی آبپاشی اور صفائی کے لئے کوئی انتظام نہیں۔ اس لئے رفتہ رفتہ اُس میں خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ تمام پھلدار درخت خشک ہو گئے اور اُن کی جگہ کانٹے اور خراب بوٹیاں پھیل گئیں۔ اور روحانیت جو مذہب کی جڑ ہوتی ہے بالکل جاتی رہی اور صرف خشک الفاظ ہاتھ میں رہ گئے''۔ (اسلام (لیکچر سیالکوٹ) روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 203)

پھر آپ نے وضاحت سے فرمایا کہ اسلام کیونکہ آخری شریعت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ساتھ ایسا نہیں کیا کہ اس کی تعلیم خشک ہو جائے۔ ہر صدی میں مختلف جگہوں پر مختلف وقتوں میں، اس باغ کو ہرا رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نگران بھیجتا رہا اور اس زمانے میں آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور میں آخری ہزار سال کا مجدد ہوں۔ پس اسلام کے خوبصورت باغ کا خوبصورت حصہ بننے اور پھلدار درخت بننے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کے ساتھ جڑنا اب ہر مسلمان کا بھی فرض ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق اب اسی ذریعہ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی پہنچایا۔ اسی طرح آپ نے اپنے حلقہ بیعت میں آنے والے اپنے صحابہ کے دلوں میں بھی یہ روح پھونکی کہ دنیا کو یہ پیغام دو کہ خدا کی طرف آئیں، اُس سے تعلق جوڑیں اور یہ تعلق اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ساتھ جڑنے سے ہی حقیقی رنگ میں جڑ سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے والے غریب مزدور لوگ بھی تھے، زمیندار بھی تھے، کسان بھی تھے، اَن پڑھ دیہاتی بھی تھے، ملازم پیشہ بھی تھے، کاروباری لوگ بھی تھے اور پڑھے لکھے لوگ بھی تھے اور ہر ایک نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو سمجھا۔ آپ کی صحبت سے فائدہ اُٹھایا اور اس حقیقی پیغام کو، حقیقی اسلام کو سمجھ کر دنیا میں پھیلانے کی کوشش بھی کی۔ اپنے اپنے حلقہ میں پھیلانے کی کوشش بھی کی۔ دوسرے مذاہب پر اسلام کی بالادستی کا حقیقی ادراک حاصل کیا اور پھر اُن لوگوں میں شامل ہو گئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں۔ پس یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے پھر بڑی تیزی سے اسلام کے حقیقی پیغام کو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ باہر بھی پھیلانے کی کوشش کی۔ اس وقت ان لوگوں کے چند واقعات، تبلیغی واقعات میں بیان کروں گا۔

حضرت امام دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولوی فتح دین صاحب نے ہمارے نام ایک خط لکھا کہ دھرم کوٹ میں (دھرم کوٹ ایک جگہ کا نام ہے) مولوی عبدالسبحان مانیا والا مباحثہ کے لئے آیا ہوا ہے۔ قادیان سے کوئی مولوی لے کر بہت جلد پہنچیں۔ ہم مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کو ہمراہ لے کر دھرم کوٹ پہنچ گئے۔ وہاں بہت دوست جمع ہو گئے۔ مولوی صاحب بہت جماعت دیکھ کر بھاگو والے میں سردار بشن سنگھ کے پاس چلے گئے۔ ہماری تمام جماعت بھاگو والہ میں چلی گئی۔ (تبلیغ کا ایک شوق تھا وہاں پہنچ گئے۔) آخر مباحثہ زیرِ صدارت سردار بشن سنگھ کے قرار پایا اور وفات و حیاتِ مسیح پر گفتگو ہوئی مگر فریقِ مخالف اس بات پر بیٹھ گیا (یعنی کہ اس بات پر اَڑ گیا اور اسی پر ضد کرنی شروع کر دی۔) کہنے لگا کہ مَیں تب مباحثہ کروں گا جب تک یہ اقرار نہ کر لیں کہ مرزا صاحب کا نام قرآنِ شریف میں دکھاویں گے۔ (اور پھر شرط یہ لگائی کہ اس طرح نام دکھائیں کہ) ''مرزا غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ'' (قرآنِ کریم میں لکھا ہو، تب مَیں مانوں گا۔ نہیں تو مَیں بحث نہیں کروں گا۔) مولوی عبداللہ صاحب نے کہا کہ قرآنِ شریف سے دکھا دوں گا۔ تب سلسلہ گفتگو شروع ہو گیا۔ جب اُس (مولوی) نے مطالبہ کیا تو مولوی صاحب نے کہا (کہ) اگر انبیاء سابقین کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں، پہلے آپ دکھا دیں کہ اُن کے نام مع ولدیت لکھے ہیں تو ہم بھی اسی طریق پر دکھا دیں گے۔ اگر پہلوں میں یہ

طریق ثابت نہیں تو ہم پر یہ سوال کیوں کیا جاتا ہے؟ فریقِ مخالف نے اس کا معقول جواب نہ دیا۔ آخر شرمندہ ہو کر بیٹھ گیا۔ سردار بشن سنگھ نے کہا، (جن کی زیرِ صدارت یہ سب مباحثہ ہوا تھا۔) یہ مولوی (تو) کچھ نہیں جانتا (اور پھر اُس کو پنجابی میں کچھ گالیاں والیاں بھی دیں۔) آخر (کہتے ہیں کہ) خدا نے فتح دی۔ اس مباحثہ کا ذکر ہم نے حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس کیا تو آپ نے فرمایا مولوی صاحب نے یہ کیوں نہ کہا کہ میرا نام خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اِسْمُہٗٓ اَحْمَدُ فرمایا ہے۔

(ماخوذ از جسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 5 صفحہ 57 روایت حضرت امام دین صاحبؓ)

حضرت پیر افتخار احمد صاحب اپنے والد ماجد پیر احمد جان صاحب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ ''میرے والد صاحب نے حضرت صاحب کے اس دعویٰ کو قبول کر کے (یہ بیعت سے پہلے آپ کا قصہ ہے۔ اُس وقت اس بات کو قبول کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اس زمانے کے مجدد ہیں۔) اپنے دوستوں اور واقف اور ناواقفوں میں بڑی سرگرمی کے ساتھ اشاعت شروع کی اور ایک طویل اشتہار بھی چھاپا جس کی نقل زمانہ حال میں (جب وہ لکھ رہے ہیں کہتے ہیں) الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ (لکھتے ہیں کہ) میرے والد صاحب نے علاوہ تبلیغی اشاعت کے خود اور اپنے مریدوں سے مالی خدمت میں بھی حصہ لیا۔ ان کی زندگی کا آخری زمانہ اسی خدمت میں گزرا کہ جس قدر ہو سکے چندہ دیں اور اشاعت کریں۔''

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 1 روایت حضرت پیر محمد افتخار احمد صاحبؓ)

اور یہی اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج علاوہ کتابوں کے، دوسرے لٹریچر کے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بھی اللہ تعالیٰ مختلف زبانوں میں دین کی اشاعت کروا رہا ہے۔ ابتدا میں جب کبھی ایم ٹی اے کا سیٹلائٹ شروع ہوا تو ایک سیٹلائٹ تھا اور وہ چند گھنٹوں کے لئے تھا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دس سیٹلائٹس پر ایم ٹی اے کے پروگرام دنیا میں ہر جگہ نشر ہو رہے ہیں۔ بلکہ انڈیا میں جہاں بڑے ڈشوں کی ضرورت پڑتی تھی، اب وہاں بھی کوشش ہو رہی ہے اور ایک ایسا سیٹلائٹ لے رہے ہیں کہ جہاں انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی چھوٹے ڈش سے، ڈیڑھ دو فٹ کے ڈش سے انشاء اللہ تعالیٰ ایم ٹی اے سنا جایا کرے گا۔

بہر حال اب روایتوں پر آتا ہوں۔ حضرت ماسٹر نذیر حسین صاحبؓ ولد حکیم محمد حسین صاحبؓ (مرہم عیسیٰ) فرماتے ہیں کہ ''بچپن سے مجھے تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ تمبر 1903ء تک میرے والد بزرگوار بھاٹی دروازہ لاہور پٹ رنگا محلہ میں رہتے تھے۔ اس زمانے میں ایک دفعہ والد صاحب کے پاس ایک احمدی ابوسعید عرب بھی آیا تھا۔ اُس نے میرے دینی اور تبلیغ کے شوق کو دیکھ کر مجھے کچھ آسان رنگ کے دلائل وفاتِ مسیح ناصری اور آمد مسیح موعود علیہ السلام کے سکھلائے تھے۔ مَیں ان دلائل کو اکثر مسجد کے اماموں کے سامنے جا کر پیش کرتا اور کہتا کہ ان کا جواب دو۔ ایک دفعہ اُنہی ایام میں بھاٹی دروازے کی اونچی مسجد کے امام کے پاس گیا اور اُس کے سامنے بھی وہ دلائل پیش کئے تو اُس نے مجھے کہا کہ ہم تب تمہاری بات کا جواب دیں گے اگر تم مرزا صاحب کے ساتھ ایسے وقت کہ گرد اُڑ رہی ہو، چلو، اور جب وہ گھر جانے لگیں تو دیکھو کہ کیا اُن کے چہرے پر دوسروں کی طرح گرد و غبار ہے یا نہیں؟ (یعنی یہ شرط لگائی کہ سیر پر ساتھ جاؤ، باہر نکلو اور یہ دیکھو جب مٹی اُڑ رہی ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے پر وہ مٹی آ کے پڑتی ہے کہ نہیں)۔ اگر تم خود مرزا صاحب کے متعلق اس کو دیکھ کر بتلاؤ تب مَیں تمہیں اس کا جواب دوں گا۔ (یہ نہیں کہا کہ مَیں مان لوں گا۔ بلکہ کہا کہ جواب دوں گا) اور بتاؤں گا کہ حقیقت کیا ہے؟ (کہتے ہیں کہ) چونکہ مجھے اس سے قبل کئی دفعہ حضرت اقدس کے ساتھ سیر کو جانے کا قادیان میں موقع ملتا رہا تھا۔ اس لئے اس کے بعد جلد والد صاحب کے ہمراہ قادیان آ گیا اور حضور کے ساتھ صبح سیر کے لئے گیا۔ حضور سیر میں تیز رفتار چلا کرتے تھے اور مَیں حضور کے ساتھ ساتھ چلنے کے لئے بسا اوقات دوڑتا ہوا جاتا تھا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اُس دن کچھ ہوا بھی چل رہی تھی اور ریت مٹی اُڑ اُڑ کر تمام احباب پر پڑتی تھی۔ جب حضور سیر سے واپس آئے اور حضور اپنے مکان کے گول کمرے کے سامنے احباب سے رخصت ہونے کے لئے ٹھہرے۔ تمام احباب نے حضور کے گرد حلقہ بنا لیا، (دائرے میں کھڑے ہو گئے) اور خاکسار سب کو چیرتا ہوا حضور کے پاس جا کھڑا ہوا اور تمام احباب کے چہروں کو اور حضور کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا تو میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب مَیں نے دیکھا کہ حضور کے چہرے پر گرد و غبار کا کوئی نشان نہ تھا اور باقی تمام لوگوں کے چہروں پر گرد و غبار خوب پڑا ہوا تھا۔ مَیں نے اس کا ذکر اُسی دن حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے بھی کیا تو حضور نے فرمایا کہ مسیح موعود کے لئے ایسا ہونا بطور نشان کے ہے۔ واپسی پر لاہور آ کر مَیں نے اونچی مسجد کے امام سے اس کا ذکر کیا اور ساتھ ہی اس کو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کرنے کا ذکر کیا اور بتلایا کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ مسیح کا نشان ہے۔ تو اُس مولوی نے جھٹ کہہ دیا کہ مَیں نہیں مانتا۔ تم کو تو نورالدین نے یہ سب قصہ بنا کر سکھلایا ہے۔ الغرض وہ تو اس سعادت سے محروم رہا اور ہم نے خود اپنی آنکھوں سے اس نشان کو دیکھا۔''

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 62 روایت حضرت ماسٹر نذیر حسین صاحبؓ)

پھر حضرت شیر محمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''مَیں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ ایک کنواں دودھ کا بھرا ہوا ہے اور میں نے بعض دوستوں کو کنویں میں سے بالٹیاں بھر بھر کر دودھ پلایا۔ لہٰذا وہ کنواں خشک ہو گیا۔ اس پر مَیں مولوی فتح دین صاحب کے پاس گیا اور اُن کو یہ خواب سنائی۔ انہوں نے فرمایا کہ تم مولوی عبدالکریم صاحب کے پاس جاؤ یا مولوی نورالدین صاحب کے پاس جاؤ۔ اس پر مَیں قادیان میں آیا اور مولوی عبدالکریم صاحب کو یہ خواب سنائی تو انہوں نے فرمایا کہ ''دودھ'' سے مراد علم ہے۔ مَیں نے کہا کہ مَیں تو ایک حرف تک پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اس علم سے مراد وہ علم ہے جو خدا سکھائے۔ اور جو بالٹیاں بھر بھر کے پلایا ہے، اس سے یہ مراد ہے کہ کئی دوست آپ سے مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے متعلق فیض اُٹھائیں گے۔ اور کنواں خشک ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو تمہیں تبلیغ کرنے سے روکتے تھے اور حضرت اقدسؑ (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو مہدی کہنے سے روکتے تھے، وہ ایک دن تیرے سامنے مردہ ہو جائیں گے۔ لہٰذا یہ تینوں باتیں پوری ہو گئیں، (لکھتے ہیں کہ تینوں باتیں پوری ہو گئیں)، اور خان فتح میں میری اتنی مخالفت کے باوجود تمام گاؤں کا گاؤں ہی میری تبلیغ اور خدا تعالیٰ کی مدد اور حضور کی دعاؤں سے احمدی ہو گیا۔''

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 82 روایت حضرت شیر محمد صاحبؓ)

پھر حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ (یہ مردان کے تھے) فرماتے ہیں کہ:

''اپنے دورانِ سیاحت میں ہندوستان میں بمبئی، کراچی، دہلی، آگرہ، شملہ اور کلکتہ کے دیکھنے کا موقع ملا۔ بلوچستان میں سبّی، کوئٹہ اور مستونگ دیکھے۔ افغانستان میں جلال آباد، کابل اور چارے کار نعمانی دیکھے۔ پنجاب میں کوہ مری، قادیان، گورداسپور، امرتسر، راولپنڈی، سیالکوٹ، لاہور اور وزیر آباد دیکھے۔ سرحد تمام اور ایجنسیاں دیکھیں۔ اور پھر سوات اور جموں اور کشمیر دیکھا۔ روضہ بل میں حضرت یوز آسف، یسوع یوسف کی قبر دیکھی جو محلہ خانیار میں واقع ہے۔ جب خاکسار نے بیعت کی تو اُسی دن سے تمام اسلامیہ سکول کے طلباء میں، شہر پشاور کے تمام محلوں کے طلباء میں قادیانی، قادیان اور مرزا قادیان کے نام سے مشہور ہو گیا''۔ (یعنی جس دن بیعت کی اُسی دن ایسا اظہار کیا کہ سارے سکول میں مشہوری ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ) ''اگر فٹبال فیلڈ میں جاتا تو تمام شاہی باغ میں یہی چرچا ہوتا رہتا کہ احمدیت کی خوب شہرت ہوئی اور لوگوں نے سوالات کرنے شروع کئے اور روزمرہ مباحثات اور سوال و جواب کا اکھاڑہ جم جاتا۔ (سکول میں جاتے تھے تو) سکول میں شاہی باغ میں اور جہاں بھی موقع پیش آتا رفتہ رفتہ یہ چرچا عام ہوتا گیا اور میرے ایامِ ملازمت میں سکول اور شہر کے دائرے سے نکل کر اطرافِ پشاور اور پھر اطرافِ سرحد میں پھیل گیا۔ کیونکہ میں تمام اضلاع میں سرحد میں دوروں پر آنریبل چیف کمشنر صوبہ سرحد کے ساتھ جایا کرتا۔ اور سرحد کی ایجنسیوں میں بھی اتفاق ہوتا۔ اسلامیہ کالج اور مشن کالج میں سرحد کے تمام اضلاع کے لڑکے پڑھتے۔ اُن کو بورڈنگوں میں جا کر ملتا......، (وہاں بھی تبلیغ کرتے۔) میرے ذریعے احمدیت کو تمام سرحد میں اشاعت اور بذریعہ تحریر بھی اور بذریعہ تقریر بھی اور کثرت سے اور معمر لوگ داخلِ سلسلہ احمدیہ ہوتے گئے۔ لوگ جو میرے ذریعے احمدی ہوئے یا پھر اُن کے ذریعے احمدی ہوئے اُن کی تعداد کم از کم دو اڑھائی سو افراد پر مشتمل ہو گی۔ ان میں سے کچھ تو فوت ہو گئے، کچھ زندہ ہیں۔ (لیکن کہتے ہیں کہ کچھ اُن میں سے خلافتِ ثانیہ میں) پیغامی ہو گئے اور کچھ جماعت میں موجود ہیں۔''

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 198-197 روایت حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ)

حضرت احمد دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد مانا صاحب فرماتے ہیں۔ ''میں نے ایک دفعہ خطبہ جمعہ میں مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ میری جماعت کے بے علم بھی دوسروں پر غالب رہیں گے اور وہ (یعنی غیر احمدی) اُن کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ مَیں نے تجربہ سے دیکھا ہے کہ مَیں نے باوجود بے علم اور اَن پڑھ ہونے کے غیر احمدی علماء کو بالکل ساکت اور مات کر دیا حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ تُو جھوٹ بولتا ہے کہ میں بے علم اور اَن پڑھ ہوں۔'' (رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 26 روایت حضرت احمد دین صاحبؓ)

یعنی مولویوں نے پھر یہ ماننے سے انکار کر دیا کہ آپ پڑھے لکھے نہیں۔

حضرت ڈاکٹر محمد بخش صاحبؓ ولد میاں کالے خان صاحب فرماتے ہیں کہ ''خاکسار نے 1903ء میں بذریعہ خط از چھاؤنی چتوگ ضلع شملہ بیعت کی تھی۔ حضور کی زیارت 1902ء میں کی۔ اُس وقت حضور نے ریشِ مبارک کو مہندی لگا کر اوپر کپڑا باندھا ہوا تھا۔ کمر میں تہ بند یعنی چادر بندھی ہوئی تھی۔ حضور مسجد مبارک کے قریب والے مکان میں صحن کے اندر چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ اُس وقت چار پانچ آدمی تھے جن سے حضور نے مصافحہ کیا اور ہر ایک کے حالات دریافت کرتے رہے۔ خاکسار سے پوچھا۔ کہاں سے تشریف لائے

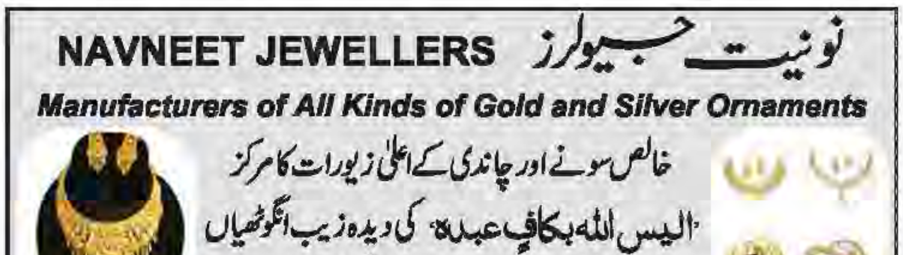

ہیں؟ عرض کی موضع کھمراں والی ریاست کپورتھلہ سے اور رخصت پر آیا ہوا ہوں۔ مَیں توپ خانے میں ملازم ہوں۔ وہاں اکیلا میں احمدی ہوں اور فوج میں تبلیغ بڑی مشکل ہے۔ (شوق مجھے ہے لیکن تبلیغ مشکل ہے۔) وہاں افسر تبلیغ نہیں کرنے دیتے۔ حضور نے فرمایا کہ تم اکیلے نہیں رہو گے۔ استقلال کے ساتھ تبلیغ احمدیت کرتے رہو۔ گھبراؤ نہیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے دریافت کیا کہ ایک ہی جگہ چھاؤنی میں رہتے ہو؟ عرض کی کہ ہر تین سال کے بعد چھاؤنی بدل جاتی ہے۔ فرمایا کہ جہاں بھی جاؤ وہاں کی جماعت سے ملتے رہا کرو۔"

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 126 روایت حضرت ڈاکٹر محمد بخش صاحبؓ)

یہ بڑی اصولی اور ضروری ہدایت آپ نے فرمائی کہ جہاں جانا ہے، ہر احمدی کو جماعت سے ضرور رابطہ رکھنا چاہئے۔

حضرت ماموں خان صاحبؓ ولد کالے خان صاحب فرماتے ہیں کہ "مَیں نے 1902ء میں ایک خواب دیکھا کہ چاند میری جھولی میں آسمان سے ٹوٹ کر آ پڑا ہے۔ مَیں نے اس خواب کو سید محمد شاہ صاحب مرحوم ماچھی واڑہ کو جو کہ مخلص احمدی تھے، سنایا۔ انہوں نے بتایا کہ تم کو عزت ملے گی یا کسی بزرگ کی بیعت کرو گے۔ میری عمر اُس وقت 24 سال کی تھی۔ مَیں اور سید محمد شاہ صاحب ماچھی واڑہ کے سکول میں ہر دو ملازم تھے۔ انہوں نے تبلیغ کا سلسلہ مجھ سے شروع کر دیا۔ ان دنوں پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کی شہرت تھی۔ مَیں نے شاہ صاحب سے عرض کی کہ (یہ) پیشگوئی جو کہ پنڈت لیکھرام کے متعلق ہے سچی ہوئی تو ضرور بیعت کر لوں گا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ مَیں نے فوراً بیعت کر لی۔ اُس وقت مولوی عبدالکریم صاحب زندہ تھے۔ سید محمد شاہ صاحب سے مَیں نے بیعت کا خط لکھوایا۔ حضور کے پیش ہوا"۔ (یعنی جب خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پیش ہوا تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے ہاتھ سے اس کا جواب دیا۔ کہتے ہیں) "خط میرے نام پہنچا کہ بیعت منظور ہو گئی ہے اور آپ کے لئے حضرت صاحب نے دعا کی ہے۔" 1904ء میں خط کے ذریعے بیعت کی تھی اور دستی بیعت 1906ء میں قادیان میں آ کر کی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 149 روایت حضرت ماموں خان صاحبؓ)

حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ "لاہور میں ایک غیر احمدی کا لڑکا جو ریلوے میں ملازم تھا، آریہ خیالات کا ہو گیا۔ اُس کے والدین کو اس سے بڑی پریشانی ہوئی۔ اور وہ اُس کو بیگم شاہی مسجد کے ایک مولوی کے پاس لے گئے۔ اُس نے مولوی صاحب (کے) سامنے جب چند آریوں کے اعتراضات پیش کئے تو وہ بہت طیش میں آ گیا اور اُس کو مارنے کے لئے دوڑا۔ (آریوں کے اعتراض پیش کئے۔ مولوی کے پاس جواب کوئی نہیں تھا۔ مولوی غصے میں آ کر اُس کو مارنے لگا) جس پر وہ نوجوان اپنی پگڑی وغیرہ وہیں چھوڑ کر بھاگ پڑا۔ لوگ بھی اُس کے پیچھے بھاگے۔ لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر ایک احمدی احمد دین صاحب جو رفو گری کا کام کرتے تھے وہ بھی ساتھ ہو لئے اور اُس کے مکان تک ساتھ گئے۔ اصل واقعہ معلوم کرنے کے بعد وہ میرے پاس آیا۔ (میاں عبدالرشید صاحب کے پاس وہ احمدی آیا) اور مجھے اس کے حالات سے آگاہ کیا اور کہا کہ اُس کو ضرور ملنا چاہئے اور اس کے خیالات کی اصلاح کی کوشش ہونی چاہئے۔ (یہ درد تھا کہ ایک مسلمان کیوں آریہ ہو گیا۔ اور یہ احمدیوں میں ہی درد تھا۔ مولوی تو صرف مارنے پر تلے ہوئے تھے۔) چنانچہ (کہتے ہیں) مَیں اُن کے ہمراہ اُس کے مکان پر گیا۔ پہلے تو وہ گفتگو ہی کرنے سے گریز کرتا تھا اور صاف کہتا تھا کہ مَیں تو آریہ ہو چکا ہوں۔ مجھ پر اب آپ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا اور اُس نے گوشت وغیرہ ترک کر کے آریہ طریق اختیار کر لیا ہوا تھا۔ اُن کی مجالس میں جاتا اور اُن کی عبادات میں شریک ہوتا تھا۔ (خیر کہتے ہیں) میرے بار بار جانے اور اصرار کرنے پر وہ کسی قدر مجھ سے مانوس ہوا۔ جب وہ سیر کو جاتا تو میں بھی اُس کے ہمراہ ہو جاتا۔ بعض اوقات میں اُس کے لئے انتظار بھی کرتا کہ جب وہ سیر کو نکلے گا تو مَیں اُس کے ہمراہ ہو جاؤں گا۔ تھوڑے دنوں کے بعد ایسٹر کی تعطیلات آ گئیں۔ مَیں نے اُسے کہا کہ میرے ساتھ قادیان چلو مگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ مَیں مولویوں کے پاس جانے کو تیار نہیں ہوں۔ اس پر میں نے اُس کو بہت سمجھایا کہ قادیان میں کسی تکلیف کا اندیشہ نہیں اور آپ سے کسی قسم کا برا سلوک نہ ہو گا۔ جو چاہیں اعتراضات پیش کریں اور میں ہر قسم کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ آخر بڑے اصرار کے بعد وہ آمادہ ہو گیا...... (اور ہم قادیان گئے۔) وہاں جا کر ہم حضرت مولوی صاحب سے ملے۔ (یعنی حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ سے ملے۔) آپ نہایت شفقت سے پیش آئے اور (اُس لڑکے کو) فرمایا کہ آپ جو چاہیں اعتراض کریں جواب دیا جائے گا۔ مَیں نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ حضور انہوں نے گوشت وغیرہ ترک کر دیا ہوا ہے۔ (حضرت خلیفہ اوّل کو کہا کہ یہ گوشت نہیں کھاتے۔) اور ہندووانہ طریق اختیار کیا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے اپنے گھر سے مونگی کی دال اور چند روٹیاں مہمان خانے میں اُس کے لئے بھجوا دیں۔ اس بات سے وہ بہت متأثر ہوا (کہ میرے کھانے کا لحاظ رکھا گیا ہے۔) اُس دن ظہر کی نماز کے لئے جب مَیں گیا تو اُس کو ساتھ لے گیا۔ نماز کے بعد حضور مسجد مبارک میں تشریف فرما ہوئے۔ اُن دنوں حضور (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) آریوں کے متعلق کوئی تصنیف فرما رہے تھے۔ چنانچہ اُس وقت حضرت صاحب نے آریہ لوگوں کے اعتراضات کا ذکر مجلس میں کر کے اُن کے جوابات دیئے۔ اس کا اُس (لڑکے) پر بہت اثر ہوا۔ اور اس کے بہت سے اعتراضات خود بخود دور ہو گئے اور اسلام سے بھی ایک گونہ دلچسپی پیدا ہو گئی۔ عصر کی نماز کے بعد مَیں اُن کو حضرت مولوی صاحب (حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ) کے درس القرآن پر لے گیا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں مَیں وہاں لے گیا) جو مسجد اقصیٰ میں ہوتا تھا۔ اُس کے بعد ہم دونوں مولوی صاحب کی خدمت میں گئے اور مَیں نے عرض کی کہ حضور! انہیں کچھ سمجھائیں، مولوی صاحب نے فرمایا کہ ان کو جو اعتراض ہے وہ کریں۔ اس پر اُس نے گوشت خوری کے متعلق دریافت کیا جس کا جواب مولوی صاحب نے نہایت عمدہ طریق پر اُسے دیا اور اُس کی اس سے تسلی ہو گئی۔ مغرب کی نماز کے بعد پھر ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں مسجد مبارک میں حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام شہ نشین پر بیٹھ کر گفتگو فرماتے رہے۔ لوگ عموماً مولوی عبدالکریم صاحب کی معرفت سوال و جواب کرتے تھے۔ چنانچہ یہ (لڑکا جو تھا یہ) گفتگو سنتا رہا۔ اس کے بعد اُس نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ دوسرے دن نماز ظہر کے وقت اُس نے وضو کیا اور جا کر نماز ادا کی۔ اُس دن پھر مولوی صاحب کا درس سنا۔ اور تیسرے دن اس آریہ دوست نے حضور (علیہ السلام) کی بیعت کر لی اور پھر اسلام میں داخل ہوا۔ (آگے بیان کرتے ہیں کہ) اور اب اُنہیں اسلام کے ساتھ ایسا اُنس پیدا ہوا کہ وہ آریہ سماج کی مجلسوں میں جا کر اسلام کی خوبیاں بیان کرتا اور آریوں کے اعتراضات کا جواب دیتا۔"

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 30 تا 32۔ روایت حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ)

تو یہ درد تھا اُن لوگوں میں کہ ایک ایسے شخص کو بھی جو مسلمان ہے، ضائع نہیں ہونے دینا چاہتے تھے۔

پھر حضرت میاں عبدالعزیز صاحبؓ المعروف مغل صاحب بیان کرتے ہیں کہ "نیلے گنبد میں ایک پٹھان مولوی (یہ پٹھان مولویوں کا حال بیان کر رہے ہیں) ادھیڑ عمر کا رہا کرتا تھا۔ اُس کو مَیں نے تبلیغ کی تو اُس نے تسلیم کیا کہ حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سچے ہیں مگر آپ مجھ کو بے فائدہ آ کر تبلیغ کرتے ہیں کیونکہ ہماری قوم میں یہ دستور ہے کہ اگر ہم ایک دفعہ انکار کر دیں تو پھر خدا بھی آ کر کہے گا تو ہم نہیں مانتے۔" اس کے بعد اُس مولوی کا انجام یہ ہوا، سنا کہ وہ خودکشی کر کے مر گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 28 روایت میاں عبدالعزیز صاحبؓ)

اور اسی طرح بیان کا دوسرا واقعہ ہے، یہ بھی ایک مولوی کا ہے، وہ بھی اتفاق سے ایک پٹھان تھا، اور وہ بھی زہر کھا کے کسی کے عشق میں خودکشی کر کے مر گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ لوہاری منڈی کے اندر اُس کی دکان تھی۔ جب ہم وہاں سے گزرتے تو اکثر ہم کو دیکھ کر کہا کرتا تھا کافر جا رہے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ اس کو کہا کہ آپ تحقیق تو کریں۔ آخر پرکھ کر تو دیکھیں۔ جب بھی ہم گزرتے ہیں آپ یونہی ہمیں کافر کہہ دیتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ اگر خدا بھی مجھے آ کر کہے تو مَیں نہیں مانوں گا۔ وہ بھی وہی جواب۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 28 روایت میاں عبدالعزیز صاحبؓ)

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے میاں موسیٰ صاحب کو تبلیغ شروع کی۔ چنانچہ اُن کو قادیان بھیجا مگر وہ شامتِ اعمال سے قادیان سے بغیر بیعت کے واپس آ گئے۔ بعد ازاں مَیں اُن کو کبھی کبھی اخبار بدر سناتا رہا۔ پھر مَیں نے اُن کو ایک دن ایک حدیث کا ذکر سنایا کہ ایک بدوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا آپ خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر کہا کہ میں خدا تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تب اُس بدوی نے بیعت کر لی اور اپنے قبیلے کو بھی بیعت کے لئے حاضر کیا۔ یہ واقعہ جب مَیں نے حضرت میاں محمد موسیٰ صاحب کو سنایا تو اُن کے دل پر بھی اس کا خاص اثر ہوا۔ چنانچہ انہوں نے اس وقت ایک کارڈ (یعنی اُس زمانے میں خط کے لئے کارڈ ہوتے تھے) حضرت صاحب کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ مسیح موعود ہیں۔ یہ کارڈ جب حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچا تو حضور نے مولوی عبدالکریم صاحب کو حکم دیا۔ لکھ دو کہ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں وہی مسیح موعود ہوں جس کا وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کو دیا۔ اس کارڈ میں مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنی طرف سے بھی ایک دو فقرے لکھ دیئے۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے خدا کے مسیح کو قسم دی ہے۔ اب آپ یا تو ایمان لاویں یا عذابِ خداوندی کے منتظر رہیں۔ وہ کارڈ جب پہنچا تو میاں محمد موسیٰ صاحب نے اپنی اور اہل و عیال کی بیعت کا خط لکھ دیا۔ اس طرح سے (کہتے ہیں) میں اب اکیلا نہ رہا بلکہ میرے ساتھ خدا تعالیٰ نے اُن کو بھی شامل کر دیا۔

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 137-136 روایت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

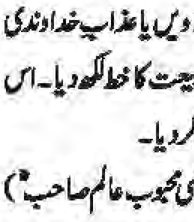

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

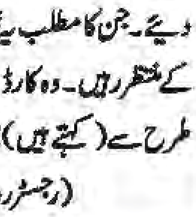

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

پھر منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ''لاہور میں ایک وکیل ہوتے تھے اُن کا نام کریم بخش عُرف بکرا تھا۔ (یہ پتہ نہیں کیا نام رکھا ہے) وہ بڑی فحش گالیاں حضرت (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو دیا کرتے تھے۔ (بڑی گندی گالیاں دیتے تھے۔) ایک دن دورانِ بحث اُس نے کہا کہ کون کہتا ہے مسیح مرگیا۔ مَیں نے جواباً کہا کہ مَیں ثابت کرتا ہوں کہ مسیح مرگیا (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے ہیں۔) اُس نے اچانک ایک تھپڑ بڑے زور سے مجھے مارا۔ اس سے میرے ہوش پھر گئے اور مَیں گر گیا۔ جب مَیں وہاں سے چلا آیا تو اگلی رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ کریم بخش عرف بکرا ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر پڑا ہے اور اُس کی چارپائی کے نیچے ایک گڑھا ہے۔ اُس میں وہ گر رہا ہے اور نہایت بے کسی کی حالت میں ہے۔ صبح میں اُٹھ کر اُس کے پاس گیا اور مَیں نے اُسے کہا کہ مجھے رؤیا میں بتایا گیا ہے کہ تو ذلیل ہوگا۔ چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد اُس کی ایک (بیوہ) لڑکی کی وجہ سے جس کو ناجائز حمل ہوگیا اُسے بڑی ذلت اُٹھانی پڑی اور اُس کی جو اَبارشن وغیرہ کرائی تو اُس کی وجہ سے بیٹی بھی اُس کی مرگئی۔ پولیس کو جب علم ہوا تو اس کی تفتیش ہوئی۔ اُس کا کافی روپیہ بھی خرچ ہوا۔ کہتے ہیں اُس کی عزت برباد ہوئی۔ شرم کے مارے گھر سے نہیں نکلتا تھا۔ پھر میں نے اُس کو آواز دے کر ایک دن کہا کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گندی گالیاں دیا کرتے تھے یہ اس کا وبال چکھ لیا ہے۔ تو بہرحال اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔''

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 206 تا 207 روایت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ)

لیکن آجکل تو یہ حال ہے کہ اگر آپ پاکستان میں کسی مولوی کو صحیح طور پر بھی کچھ کہیں تو فوراً جیسا کہ پچھلی دفعہ مَیں نے بتایا تھا کہ قانون کا سہارا لے کر ایک قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ اپنی عزت و نام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے ساتھ منسوب کر کے ناموسِ رسالت کا مقدمہ کروا دیتے ہیں۔ یہ تو آجکل ان کا حال ہے۔

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ''جس وقت میرا نکاح حضرت صاحب کی دعا کی برکت سے ہوگیا تو میں نے اپنی ساس کو تبلیغ کی۔ وہ بہت متاثر ہوئی۔ (وہ احمدی نہیں تھی۔ تبلیغ سے متاثر تو ہوئی لیکن بیعت نہیں کی) ایک دن اُس نے مجھے اپنا زیور اتار کر دے دیا کہ یہ حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر دو اور اُن سے عرض کرو کہ اس کا عوض مجھے قیامت کو ملے۔ چنانچہ میں وہ زیور لے کر قادیان گیا اور حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا کہ یہ میری ساس نے دیا ہے اور اُس نے عرض کیا ہے کہ اس کا عوض قیامت میں مجھے ملے۔ حضور نے وہ قبول فرمایا اور زبانِ مبارک سے فرمایا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا عوض ان کو مل جائے گا۔ ایک مدت کے بعد جب وہ فوت ہوگئیں اور مَیں نے اُن کا جنازہ نہ پڑھا۔ کیونکہ (باقاعدہ) انہوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ جب میں حضرت اقدس کی خدمت میں گیا۔ (1906ء کا واقعہ ہے، کہتے ہیں) اور مَیں نے عرض کیا کہ وہ فوت ہوگئی ہیں مگر مَیں نے اُن کا جنازہ نہیں پڑھا۔ حضور نے فرمایا۔ اُن کا جنازہ پڑھ لینا چاہئے تھا کیونکہ اُنہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ احمدی ہیں۔'' (رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 265 تا 266 روایت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ)

ہوسکتا ہے ماحول کی وجہ سے یا کم علمی کی وجہ سے بیعت نہ کی ہو لیکن عمل ایسا تھا جس سے ثابت ہوا کہ وہ احمدی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا، اشاعتِ اسلام کا، خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا جو مقصد تھا کہ اشاعتِ اسلام کے لئے سب کچھ دے دو، اُس کے لئے تو انہوں نے جو اُن کی پیاری چیزیں تھیں، جن سے ایک عورت کو محبت ہوتی ہے اُس زمانے میں تو بہت زیادہ ہوتی تھی، آج بھی ہے یعنی کہ زیور، وہ دے دیا۔ قیامت کا خوف تھا۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خواہش تھی۔ لیکن یہاں یہ بھی واضح ہو جائے کہ اس کے یہ معنی بھی نہیں لینے چاہئیں کہ جو کوئی یہ کہہ دے کہ احمدیوں کو بُرا نہیں سمجھتے تو اُن کو احمدیوں میں شمار کر لیا جائے۔ اس موقع پر جیسا کہ انہوں نے کہا، اُنہوں نے اپنا مال، اپنی محبوب چیز اشاعتِ اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کی جس کے لئے آپ آئے تھے۔ صرف دل میں برا منانا یا احمدیوں کو اچھا سمجھنا کافی نہیں تھا۔ کیونکہ ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا ہوا ہے کہ اگر وہ کوئی برا نہیں مناتے تو علی الاعلان پھر اس کا اظہار کر دیں۔ اظہار کیوں نہیں کرتے۔ اور پھر اگر کسی وجہ سے مجبوری نہیں ہے تو پھر بیعت میں بھی شامل ہونا چاہئے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ ہم برا نہیں مناتے، یہ کافی نہیں ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 526 مطبوعہ ربوہ)۔ حالات کے مطابق ہر فیصلہ ہوتا ہے۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ ''مَیں نے بیعت کر لی۔ حضرت اقدس کی کتابیں پڑھیں۔ ایک جوش پیدا ہوا اور تبلیغ شروع کر دی۔ اُن ایام میں میری تبلیغ کا طریق یہ تھا کہ جہاں چار پانچ آدمی اکٹھے بیٹھے دیکھتا، جاتے ہی السلام علیکم کہہ کر کہتا کہ مبارک ہو۔ لوگ متوجہ ہو کر پوچھتے کہ کیا بات ہے؟ میں کہتا کہ حضرت امام مہدی آگئے ہیں۔ اس پر کوئی ہنسی اڑاتا۔ کوئی تمسخر کرتا۔ کوئی مزید تفصیل سے پوچھتا۔ غرضیکہ کسی نہ کسی رنگ میں بات شروع ہو جاتی اور میں تبلیغ کا موقعہ نکال لیتا''۔

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 10 صفحہ 32 روایت حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ)

تبلیغ کا موقع نکالنے کی بات ہے۔ آجکل جماعتیں اس طرح ہی بہت ساری جگہوں پر جو لیف لٹنگ (Leafletting) کر رہی ہیں تو اس کی وجہ سے دنیا میں اُن سے لوگ سوال جواب بھی کرتے ہیں۔ اور اُس سے بھی تبلیغ کے آگے موقع نکلنے چاہئیں۔ صرف اتنا کافی نہیں ہے کہ کاغذ دے دیا کہ جماعت احمدیہ کا امن کا پیغام ہے اور بس فرض پورا ہوگیا۔ بلکہ اُس رابطے کو، اُس تعلق کو پھر آگے بھی جس حد تک بڑھایا جاسکتا ہے بڑھانا چاہئے۔ اسی طرح جیسا کہ آجکل یہاں یوکے میں مساجد کے افتتاح ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین مساجد کے افتتاح ہوچکے ہیں اور تین کے اَور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے ایک مہینے میں ہونے ہیں۔ اب یوکے جماعت کو بھی اس طرف توجہ پیدا ہوئی ہے۔ اس سے بھی تبلیغ کے رستے کھلنے چاہئیں۔ رابطے پیدا ہونے چاہئیں اور زیادہ سے زیادہ تعلق وہاں کی مقامی جماعتوں کو اپنے ماحول میں پیدا کرنا چاہئے۔ کیونکہ مساجد سے جہاں مخالفت ہوتی ہے وہاں توجہ بھی پیدا ہوتی ہے اور ابھی تک جن مساجد کے افتتاح ہوئے ہیں اُن کی رپورٹس یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے جن لوگوں کے رابطے نہیں تھے، وہ بھی اب جماعت کے بارے میں معلومات لیتے ہیں اور جو معلومات لیں تو پھر ہمیں اُس سے بھرپور فائدہ اُٹھانا چاہئے۔

پھر حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ ''میاں غلام محمد صاحب جو قوم کے ارائیں تھے اور موضع سعد اللہ پور تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے باشندہ تھے وہ میرے ذریعے ہی خدا کے فضل سے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ ایسا ہی اُن کی برادری کے سب لوگ بھی بلکہ موضع سعد اللہ پور کے امام مسجد مولوی غوث محمد صاحب جو اہلِ حدیث فرقے کے فرد تھے، وہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے میری تبلیغ کے ذریعے احمدی ہوئے تھے۔''

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 10 صفحہ 64-63 روایت حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ)

تو مولویوں میں بھی سعید فطرت ہیں جو دین کو سمجھتے ہیں، آجکل بھی ایسے بعض لوگ ہیں۔ پاکستان میں بھی ہیں اور دوسری دنیا میں بھی جو باوجود مذہب کے معاملے میں بڑے سخت ہونے کے اور لوگوں کی سنی سنائی باتوں کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کرنے کے باوجود جب اُن کو حقیقت کا علم ہوتا ہے، پڑھتے ہیں، سمجھتے ہیں تو پھر بیعت میں بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

حضرت میاں محمد عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ''ہمارے خاندان میں پہلے حاجی فضل الدین صاحب نے 1892ء میں قادیان جا کر بیعت کی تھی۔ حاجی صاحب میرے چچازاد بھائی تھے۔ انہوں نے میرے والد صاحب اور دیگر میرے بھائیوں کو 1903ء تک تبلیغ کی۔ میرے والد صاحب نے ایک رات خواب دیکھا کہ قادیان کی طرف سے ایک پورے قد کا چاند بہت خوشنما (یعنی مکمل چاند جو تھا) روشنی دے رہا ہے۔ جس کی تعبیر میرے والد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر کی اور ہم سب نے اُسی دن بذریعہ خط بیعت کر لی۔''

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 10 صفحہ 134 روایت میاں محمد عبداللہ صاحبؓ)

حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ''تبلیغ مَیں بیعت سے پہلے بھی کیا کرتا تھا اور بیعت کے بعد تو مَیں نے اس قدر تبلیغ کی کہ سینکڑوں لوگ میرے ذریعے سے جماعت میں داخل ہوئے۔''

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 10 صفحہ 219 روایت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ)

یہ واقعات اور بھی کافی ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات بلند فرمائے جنہوں نے بہت سوں کو زمانے کے امام کا پیغام پہنچایا اور پھر انہوں نے آگے تبلیغ کر کے اس پیغام کو آگے پہنچاتے چلے گئے اور یہ کام جاری رکھا۔ آج اُن کی نسلیں، اُنہی کی محنت، نیکیوں اور تقویٰ کے پھل کھا رہی ہیں۔ پس اپنے بزرگوں کے لئے بھی دعائیں کریں جن کی نسلوں میں اُن صحابہ کے ذریعے سے احمدیت آئی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تھے۔ اور ہمیں اُن کا بہت زیادہ شکرگزار ہونا چاہئے اور حقیقی شکرگزاری یہی ہے کہ جہاں اُن کے لئے دعائیں کریں وہاں اپنا تعلق بھی جماعت سے مضبوط کریں اور اس پیغام کو آگے سے آگے پہنچاتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس وقت آج بھی ایک افسوسناک اطلاع ہے۔ ہمارے ایک بھائی کو نوابشاہ میں شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مکرم مقصود احمد صاحب ابن مکرم محمد ادریس صاحب جو پہلے تو کرونڈی میں آباد تھے لیکن پچھلے چھبیس ستائیس سال سے دارالرحمت شرقی ربوہ میں رہائش پذیر تھے۔ مقصود صاحب کے خاندان کا تعلق قادیان کے قریب گاؤں ''بھٹیاں گوت'' سے ہے۔ ان کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا مولوی عبدالحق نور صاحب کی بیعت کے ذریعے سے آئی تھی۔ 1934ء میں انہوں نے بیعت کی تھی۔ ان کے دادا کو زمیندارہ کا

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

وسیع تجربہ تھا جس کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے شروع میں سندھ کی زمینوں کو آباد کرنے کے لئے اُنہیں بھجوایا تھا۔ ان کے دادا ناصر آباد، محمود آباد اور دوسری سٹیٹس میں بھی نگرانی پر مقرر رہے ہیں۔ پھر 1942ء میں جماعت کی سٹیٹ سے نکل کر انہوں نے اپنی زمینیں لے لی تھیں اور خیر پور منتقل ہو گئے۔ 21؍دسمبر 1966ء کو آپ کے دادا مکرم عبدالحق نور صاحب کو بھی شہید کر دیا گیا تھا۔ اُس وقت مقصود صاحب کی عمر بارہ سال کی تھی اور آپ اُس شہادت کے عینی شاہد تھے۔ پرانے شہداء کا جب ذکر ہو رہا تھا تو جون 1999ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ میں شہداء کی فہرست میں ان کے دادا کا بھی ذکر کیا تھا۔ 1983ء تک کرونڈی میں رہے۔ اُس کے بعد پھر وہاں سے ربوہ شفٹ ہو گئے۔ جب سے ربوہ میں شفٹ ہوئے ہیں اُس وقت سے ہومیو پیتھک کیور یٹو کمپنی جو راجہ نذیر صاحب کا ایک ادارہ ہے اُس میں کام کر رہے تھے۔ اور آپ کے سپرد کمپنی کی طرف سے سندھ کا علاقہ تھا جہاں آپ ہر مہینے دورے پر، دوائیوں کی فروخت کے لئے یا آرڈر لینے کے لئے سیلز مین کے طور پر جایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں گزشتہ ماہ 27؍فروری سے سندھ کے دورے پر تھے اور 7؍مارچ 2012ء کو شہادت کے دن صبح تقریباً گیارہ بجے نوابشاہ پہنچے تھے جہاں سہ پہر تقریباً ساڑھے تین بجے نوابشاہ کے معروف موہنی بازار میں دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے ان کو روکا اور ان پر فائر کر دیا جس سے ان کی شہادت ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پولیس لاش ہسپتال لے گئی۔ وہاں جا کر پوسٹ مارٹم ہوا۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں، نوابشاہ میں دس دن کے اندر یہ دوسری شہادت ہے۔ مرحوم موصی بھی تھے۔ شہید مرحوم کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ مرحوم نے آج سے دو تین ماہ قبل اس بات کا ذکر کیا تھا کہ اُنہیں دھمکیاں مل رہی ہیں۔ نیز وہ ایک جگہ ہندو ڈاکٹر کی دکان پر دوائیوں کی سپلائی کے لئے جاتے تھے تو انتہا پسندوں نے اُس ہندو ڈاکٹر کو بھی دھمکی دی تھی کہ اگر اب یہ مرزائی تمہاری دکان پر آیا تو تمہیں بھی اور اس مرزائی کو بھی ہم مار دیں گے۔ پھر ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ شہید مرحوم اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ نماز کے پابند، باقاعدگی سے نوافل ادا کرنے والے، باجماعت نماز ادا کرنے والے، اسی طرح مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ اپنی اہلیہ کا چندہ بھی اس سال خود ادا کیا اور دورے پر جانے سے پہلے اپنا چندہ بھی مکمل ادا کر کے دورے پر گئے تھے۔ دعوت الی اللہ کا شوق آپ کو اپنے دادا کی طرف سے ورثہ میں ملا تھا۔ سفر کے دوران میں بھی، چاہے چند دن کے لئے جاتے ہوں، جماعتی لٹریچر ہمراہ رکھتے تھے اور تقسیم کرتے اور فعال تبلیغ کرتے تھے۔ اور اسی تبلیغ کی وجہ سے یقیناً وہاں دشمنی بھی پیدا ہوئی ہو گی۔ بازار میں ان کا تعارف ایک احمدی کی حیثیت سے تھا اور جب یہ تعارف ہو گیا تو اس بہانے پھر آپ لوگوں کو لٹریچر وغیرہ بھی دیتے تھے۔ انتہائی ملنسار اور محبت کرنے والے اور صفائی پسند انسان تھے۔ خدمتِ خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ ضرورتمندوں کو مفت ادویات دیا کرتے تھے۔ خلافت سے بے انتہا تعلق تھا۔ اسی طرح قرآنِ کریم سے بھی آپ کو خاص عشق تھا۔ ان کی اہلیہ مزید بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں نے مکرم مقصود احمد صاحب کو کہا کہ کیا ہم بھی شہداء کی فیملی میں شمار ہو سکتے ہیں؟ تو جواباً آپ نے کہا کہ کیوں نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ منتخب کر لے تو ہم بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ پیچھے ان کی اہلیہ امۃ الرشید شوکت صاحبہ ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ بیٹے ان کے یہیں مانچسٹر میں رہتے ہیں اور غیر شادی شدہ ہیں۔ بیٹیوں میں سے ایک شادی شدہ امریکہ میں ہے اور ایک وہیں ربوہ میں ہیں اور ہمارے ایک سکول میں ٹیچر ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان سب لواحقین کو صبر عطا فرمائے۔ دشمنوں کی پکڑ کے جلد سامان فرمائے۔

ایک دوسرا جنازہ جو ابھی جمعہ کی نماز کے بعد پڑھاؤں گا ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مستری محمد حسین صاحب درویش مرحوم قادیان کا ہے۔

یہ چار پانچ مارچ کی درمیانی رات کو اناسی ((79 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم منشی عبدالرحیم صاحب فانی آف امروہہ کی بیٹی تھیں جو قادیان میں رہائش کی خاطر ہجرت کر کے 1950ء میں قادیان آ گئے تھے۔ مرحومہ کی شادی 1951ء میں ہوئی اور آپ نے اپنے شوہر کے ساتھ عرصہ درویشی نہایت صبر و شکر کے ساتھ گزارا۔ ان کے دس بچے تھے اور کثیر العیال ہونے کے باوجود انہوں نے پانچ بیٹوں اور پانچ بیٹیوں کی بڑی اچھی رنگ میں پرورش کی۔ سب بچے شادی شدہ اور عیالدار ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں ان کی تدفین عمل میں آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو بھی صبر جمیل عطا فرمائے۔

بقیہ: ہندو میرج ایکٹ (اداریہ) از صفحہ 2

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْـَٔانَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عٰكِفُونَ فِي الْمَسٰجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ○ (البقرۃ:۱۸۸)

ترجمہ: تمہارے لئے (ماہ) صیام کی راتوں میں اپنی بیویوں سے تعلقات جائز قرار دیئے گئے ہیں۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ جانتا ہے کہ تم اپنے نفسوں کا حق مارتے رہے ہو۔ پس وہ تم پر رحمت کے ساتھ جھکا اور تم سے درگزر کی۔ لہٰذا اب ان کے ساتھ (بے شک) ازدواجی تعلقات قائم کرو اور اس کی طلب کرو جو اللہ نے تمہارے حق میں لکھ دیا ہے اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لئے ممتاز ہو جائے۔ پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔ اور ان سے ازدواجی تعلقات قائم نہ کرو جبکہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہو۔ یہ اللہ کی حدود ہیں پس ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ اپنی آیات لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

عورتیں تمہارے لئے لباس کا درجہ رکھتی ہیں اور تم اُن کیلئے لباس کا درجہ رکھتے ہو۔

اور لباس کے متعلق ایک دوسری جگہ فرمایا: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ○ (الاعراف:۲۷)

ترجمہ: اے بنی آدم! یقیناً ہم نے تم پر لباس اُتارا ہے جو تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت کے طور پر ہے اور رہا تقویٰ کا لباس تو وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی آیات میں سے کچھ ہیں تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔

اس لطیف مثال کے ذریعہ قرآن مجید نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مرد و عورت ایک دوسرے کی خامیوں کوتاہیوں کی پردہ پوشی کرنے والے ہیں۔ مرد کا فرض ہے کہ وہ عورت کی غلطیوں پر پردہ ڈالے اور عورت کو چاہیئے کہ وہ مرد کے نقائص کو ظاہر نہ ہونے دے۔ اس میں دونوں کی خوبصورتی کا سامان ہے اور دونوں کی زینت کا راز مضمر ہے۔ اسلام نے اپنی دائمی عالمگیر شریعت قرآن مجید میں عورتوں کو جن حقوق کے دیئے جانے کا ذکر کیا ہے اُن میں سے ایک حق حقِ طلاق (خلع) کا حق بھی ہے۔

اسلام کے نزدیک شادی کا رشتہ مرد اور عورت کا سب سے بہترین رشتہ ہے کیونکہ دونوں فریقین اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر ایک دوسرے کو حلال ٹھہرا رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے قرآن مجید نے بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے کہ میاں بیوی کے رشتہ کو بہترین طریق سے کس طرح قائم رکھا جاتا ہے اور اس کیلئے مرد و عورت کے ایک دوسرے پر حقوق و ذمہ داریاں قائم کی ہیں لیکن ان سب کے باوجود فریقین میں سے اگر کوئی اپنے رشتہ ازدواج سے خوش نہ ہو تو اسلام دونوں فریقین کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ اس رشتہ نکاح کو توڑ سکتے ہیں، مگر یہ حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ قابل نفرت فعل ہے۔ مرد اگر اپنی بیوی کو چھوڑتا ہے تو اسے شریعت کی اصطلاح میں طلاق کہا جاتا ہے اور اگر عورت مرد سے آزادی کی طلب گار ہوتی ہے تو اسے خلع کہا جاتا ہے۔

اگر عورت اپنی ازدواجی زندگی سے مطمئن نہ ہو اور اپنے شوہر کی بداخلاقی، مکاری یا اُس کی کمزوری سے نالاں ہو جائے اور اُسے ناپسند کرے اور اُسے خوف ہو کہ حدود اللہ کی پاسداری نہ کر سکے گی تو وہ شوہر سے خلع حاصل کر سکتی ہے اور یہ کسی عوض کے بدلے ہوگا جس سے وہ اپنی جان چھڑائے۔ اس کی طرف قرآن مجید نے ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ○ (البقرۃ:۲۳۰)

عورت کے اس حق کو احادیث مبارکہ میں ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس کی اہلیہ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ میں کس بات پر ثابت بن قیس سے ناخوش ہوں، نہ اس کے اخلاق سے نہ اس کے دین سے لیکن میں اسلام میں احسان فراموش بننا ناپسند کرتی ہوں۔ تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم ان کا باغ واپس دینا چاہتی ہو؟ اُنہوں نے کہا ہاں حضورؐ نے فرمایا ''ان کا باغ دے دو اور ان سے طلاق لے لو''

انشاء اللہ اگلی قسط میں اسلام میں طلاق کے طریق کے متعلق گفتگو کی جائے گی۔ (باقی) (شیخ مجاہد احمد شاستری)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221
Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266,
9437032266, 9438332026, 943738063

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی تبلیغ کے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا اور ہمیں اس زمانے کے انعامات سے حصہ لینے والوں میں بنایا۔

اللہ کرے کہ ان کی نیکیاں، ان کی ایمانی جرأت، ان کی دین کے لئے غیرت، ان کا دین کی خدمت کا جذبہ ان کی نسلوں میں بھی روح پھونکنے والا ہو اور وہ اپنے اندر بھی ایک جوش اور ولولہ پیدا کر کے ان بزرگوں کے جذبات اور دلی تڑپ کو آگے بڑھانے والے ہوں اور اس فیض کو اپنی نسلوں میں بھی جاری رکھیں۔

نائیجر کے سلطان آف آگادیس مکرم الحاج عمر ابراہیم صاحب کی وفات، مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 16 رمارچ 2012ء بمطابق 16 رامان 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے تبلیغ کے واقعات و تجربات بیان کئے تھے اور مَیں نے کہا تھا کہ کچھ واقعات رہ گئے ہیں وہ آئندہ بیان کروں گا، تو وہ آج ہی بیان کرتا ہوں۔ ان واقعات کے سنانے کا اصل مقصد تو جیسا کہ پہلے بھی مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں یہ ہے کہ ایک تو ان صحابہ کے لئے دعا ہو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا اور ہمیں اس زمانے کے انعامات سے حصہ لینے والوں میں بنایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ ورنہ شاید ہم میں سے بہت سے اس نعمت سے محروم رہتے جو اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے۔ دوسرے ان کی نیکیاں، اُن کی ایمانی جرأت، اُن کی دین کے لئے غیرت، اُن کا دین کی خدمت کا جذبہ اُن کی نسلوں میں بھی روح پھونکنے والا ہو اور جو براہِ راست اُن سے خونی رشتہ نہیں رکھتے لیکن ایک روحانی رشتہ ان کے ساتھ ہے وہ اس تعلق کی وجہ سے اپنے اندر بھی ایک جوش اور ولولہ پیدا کر کے ان بزرگوں کے جذبات اور دلی تڑپ کو آگے بڑھانے والے ہوں اور اس فیض کو اپنی نسلوں میں بھی جاری رکھیں۔ تبھی ہم ان بزرگوں کے احسانوں کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ بہت سے لوگ مجھے لکھتے ہیں، بعض دفعہ ملنے پر بتاتے بھی ہیں کہ فلاں بزرگ کا آپ نے ذکر کیا تھا اُن کے ساتھ میرا رشتہ داری کا، عزیز داری کا یہ یہ تعلق ہے۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان رشتوں کا حق تبھی ادا ہوتا ہے جب اُن کے نقشِ قدم پر بھی چلا جائے۔ پس اس ذمہ داری کے نبھانے کے احساس اور کوشش کو ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

آج جو مَیں ذکر کر رہا ہوں اُن میں سے پہلی روایت حضرت میاں جمال الدین صاحبؓ کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مولوی بنام نواب الدین قوم آرائیں، ساکن ایدرس ضلع امرتسر اپنے خیال میں یہ کہتا تھا کہ مَیں مرزائیوں کو درست کر رہا ہوں اور گاؤں گاؤں اور قصبے قصبے پھرتا تھا۔ کہتے ہیں موضع تارا گڑھ المشہور ''نواں پنڈ'' قوم ارائیاں جو اس (خاکسار) کے گھر کے قریب شمال میں تھا، وہاں آتے ہی اُس نے شور مچایا کہ یہاں کوئی مرزائی ہے تو میرے سامنے آئے۔ کہتے ہیں کہ چونکہ مجھ سے پہلے اس گاؤں میں کوئی احمدی نہیں تھا۔ سب مخالف ہی تھے اور بعض آدمی میرے واقف بھی تھے۔ انہوں نے مشورہ کر کے ایک آدمی کو میرے پاس بھیجا کہ یہاں آ کر مولویوں کا مقابلہ کریں۔ ان کا گاؤں جو تھا اُس کے قریب ہی تھا۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے سوچا کہ یہ لوگ تماش بین ہوتے ہیں۔ حق اور حقیقت سے کچھ غرض نہیں ہوتی۔ آخر الامر فساد ہوتا ہے۔ مَیں نے کہا کہ مباحثات سے تو حضرت صاحب نے روکا ہوا ہے۔ بلا وجہ کے مباحثے اور بحثیں نہیں کرنی۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرما دیا تھا کیونکہ ان لوگوں پر اثر نہیں ہوتا جو مولوی طبقہ ہے۔ تو کہتے ہیں مَیں نے کہا مباحثات سے تو روکا ہوا ہے۔ اگر ان لوگوں کو زیادہ شوق ہے تو فساد کے ذمہ دار ہو جائیں۔ ہم آپ کے گاؤں میں آ جائیں گے۔ مولوی صاحب کے جو اعتراض ہوں گے وہ ایک دفعہ کہہ دیں اور ہم بجائے بحث کرنے کے اُس کے جواب ایک دفعہ بتا دیں گے۔ لوگ خود فیصلہ کر لیں گے یا ہم فساد کے ذمہ دار ہو جاتے ہیں۔ اور مولوی صاحب اور ان کے گاؤں والے یہاں آ جائیں۔

کہتے ہیں وہ شخص پیغام لے کر اپنے گاؤں چلا گیا اور مولوی مذکور تین آدمی اُس گاؤں کے لے کر ہمارے گاؤں میں دوسرے راستے سے آ گیا اور ہمارے گاؤں کے چیف نمبردار کو ملا جو مذہب کا ہندو تھا اور کہا کہ اگر کوئی یہاں مرزائی ہے تو میرا مقابلہ کراؤ۔ چیف نمبردار نے میرے پاس ایک آدمی مجھے بلانے کے لئے بھیجا۔ مجھے آگے ہی اس کی خبر ہو چکی تھی۔ مَیں نے مولیٰ کریم سے دعا کی کہ الٰہی مَیں ایک نادان اور بے کس ہوں۔ کوئی اپنی خوبی پر گھمنڈ نہیں۔ محض تیرا فضل درکار ہے۔ حق اور حقیقت واضح کر دے۔ یہ دعا مانگ کر جہاں مولوی تھا مَیں وہاں آ گیا اور بہت ہندو اور مسلمان جمع ہو گئے۔ فرش بچھایا گیا۔ مَیں اور مولوی درمیان میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ پھر مَیں نے مولوی سے بات شروع کی اور کہا کہ مولوی صاحب! کس بات کے لئے آپ سیاحت کرتے پھرتے ہیں۔ تو مولوی صاحب کہنے لگے کہ اُمّت محمدی میں بہت تفرقہ ہے۔ ان کی اصلاح کے لئے پھرتا ہوں۔ کہتے ہیں خاکسار نے اس پر کہا کہ آج تک کس قدر اصلاح کی اور کتنے سرٹیفکیٹ علماء و فضلاء کے اپنے مصلح ہونے کے متعلق حاصل کئے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ہاں حاصل کئے ہیں۔ تو مَیں نے اُنہیں کہا کہ پھر مجھے دکھائیں۔ مولوی صاحب کہنے لگے کہ وہ مَیں گاؤں چھوڑ آیا ہوں اور جلدی سے یہ کہہ دیا کہ اصل غرض میری یہ ہے کہ مرزا نے جو فساد ڈالا ہے خود کافر ہے اور لوگوں کو بھی کافر کرتا ہے (نعوذ باللہ)۔ ایسے لوگوں سے مباحثہ کرتا ہوں۔ تو اس پر کہتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ مجھے بھی وجوہِ کفر بتا دیں۔ نیز بحث کس بات پر کرو گے؟ مولوی صاحب نے کہا تم اردو میں بات کر رہے ہو۔ مَیں عربی میں گفتگو کروں گا۔ تو مَیں نے کہا کہ مَیں عربی میں بول نہیں سکتا۔ پنجابی میں باتیں کر لو۔ مولوی نے اس پر کہا کہ اچھا پنجابی میں باتیں کر لیں۔ کہتے ہیں مَیں نے کہا کہ پھر تو بڑی اچھی بات ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے اپنا مذہب بتائیں۔ مَیں نے کہا پہلے آپ اپنا مذہب بتائیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میرا مذہب حنفی ہے اور خدا کو وحدہٗ لاشریک جانتا ہوں اور محمد رسول اللہ کو سچا مانتا ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیس آیاتِ قرآن شریف سے اور حدیث صحیح کے ثبوت سے چہارم فلک پر اس وجود کے ساتھ زندہ مانتا ہوں۔ جو اس سے انکار کرے اُس کو کافر سمجھتا ہوں اور تعلیم یافتہ ہوں۔

پھر کہنے لگے کہ آپ اپنا مذہب اور تعلیم بتائیں۔ کہتے ہیں اس پر خاکسار نے کہا کہ مَیں اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک جانتا ہوں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو قرآن اور حدیث سے فوت شدہ مانتا ہوں اور جو آنے والا عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی تھا وہ اس امت میں سے تھا جو اس وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کیا ہے مَیں اس کو صدقِ دل سے سچا مانتا ہوں جو اس کو نہ مانے مَیں اُس کو حق پر نہیں سمجھتا۔ مجھے سندی علم کا دعویٰ نہیں ہے (یعنی تعلیم کا، دینی علم کا میرا کوئی سرٹیفکیٹ نہیں ہے) اپنا ہی مطالعہ ہے نیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاثیر صحبت سے اثر رکھتا ہوں۔ ہاں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ حضرت ابن مریم بنی اسرائیل کو قرآن شریف کی صریح آیات اور حدیث متصل مرفوع سے کوئی شخص ثابت کر دے (یعنی ایسی حدیثیں جن کا روایات کے سلسلے میں تسلسل اوپر تک باقاعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہو۔) کہ وہ چہارم فلک پر اسی وجودِ عنصری سے صعود فرما گئے ہوئے ہیں اور آج تک زندہ بیٹھے ہیں تو توبہ کرنے کو تیار ہوں۔ (کہتے ہیں مَیں نے مولوی صاحب کو یہ کہا)۔ مولوی صاحب کہنے لگے۔ اچھا پھر اس اقرار نامے کی ایک تحریر لکھ کر مجھے اس پر دستخط کر دو۔ مَیں نے ایک کاغذ قلم منگوایا اور عبارت لکھ کے دستخط کر کے مولوی صاحب کو دے دیا۔ مولوی نے کاغذ مذکور ہاتھ میں لیا اور پوچھا کہ تفسیروں کو مانتے ہو۔ مَیں نے کہا اُن تفسیروں کو مانتا ہوں جو قرآن شریف، حدیثِ صحیحہ کے موافق ہوں۔ پھر مولوی صاحب

کہنے لگے قرآنِ کریم جانتے ہو۔ مَیں نے کہا جانتا ہوں۔ پھر مولوی صاحب فرمانے لگے کہ قرآن کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ مجھے پتہ تھا یہ بحث کرنا چاہتا ہے، تو اس پر مَیں نے کہا۔ نہیں، مَیں یہ نہیں بتاؤں گا۔ پہلے پہلی بات کا فیصلہ کرلیں۔ پھر مولوی صاحب نے کہا کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ کے کیا معنے ہیں۔ مَیں نے پھر کہا کہ جس بات کے لئے ہم آئے ہیں وہ پہلے کریں۔ سوال اکٹھے کریں۔ آپ نے جو اعتراض کرنے ہیں وہ کریں۔ مَیں نہیں بتاؤں گا۔ پھر مولوی صاحب نے اگلا سوال کر دیا کہ قرآنِ کریم کی آیات کتنی ہیں؟ پھر بھی مَیں نے کہا کہ آپ پھر وہی بات دہرائی جا رہے ہیں۔ پھر مولوی صاحب کہنے لگے مَیں کس طرح معلوم کروں کہ تم قرآنِ کریم جانتے ہو تو اس پر مَیں نے کہا کہ مَیں خدا کے فضل سے آپ سے بہتر قرآن جانتا ہوں۔ جو تم سوال کرتے ہو مَیں حلفیہ کہتا ہوں کہ آپ کو پیچھے اسی مجلس میں بتاؤں گا۔ (یعنی کہ اس مجلس میں ہی بیٹھ کر بتاؤں گا) اور خلط مبحث نہیں کروں گا۔ بلاوجہ کی بحث میں نہیں جاؤں گا۔ مولوی صاحب: تفاسیر متقدمین اور احوالِ خلفاء کو نہیں مانتا۔ مَیں نے کہا بڑی خوشی سے، یعنی کہ مَیں مانتا ہوں، اقوال حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کو مانتا ہوں بلکہ بہت سمجھتا ہوں۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ بِسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ۔ تم نے تو انہیں چار خلفاء پر خلافت کو محدود کر دیا ہے۔ ہم تو مرزا صاحب کو خلیفۃ اللہ مانتے ہیں۔ بلکہ اُن کے طریق کو نبی کریمؐ کی سنت سمجھتے ہیں۔ غرض یہ کہ اس ہیر پھیر میں آدھا گھنٹہ لگا دیا۔ تو مولوی صاحب کہنے لگے کہ قرآن کو سوائے تفسیروں کے سمجھ نہیں سکتے۔ اس پر مَیں نے کہا کہ یہ غلط ہے کہ قرآن کا سمجھنا صرف تفسیروں پر ہوتا ہے۔ تفسیروں کا سلسلہ بند ہو تو یہ سمجھا نہیں جائے گا۔ خداوند تعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا۔ قرآنِ کریم کا تو یہ دعویٰ ہے کہ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ (القمر:18) اور اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ (النساء:83)۔ کسی کا محتاج نہیں۔ خیر وہ مولوی صاحب جو اصل مدعا تھا اُس کی طرف نہیں آئے۔ اِدھر اُدھر ہاتھ پیر مارتے رہے۔ آخر چیف نمبردار نے کہا کہ وہ آیت قرآن کی پیش کریں جس سے مسیح کا آسمان پر چڑھ جانا اسی وجود کے ساتھ ثابت ہو۔ مولوی صاحب نے کہا۔ نمبردار صاحب! مَیں آیت تو پیش کروں گا لیکن انہوں نے ماننا نہیں۔ نمبردار نے کہا کہ مولوی صاحب! اگر یہ نہیں مانیں گے تو اور لوگ تو مانیں گے۔ مولوی صاحب مجبور ہوئے اور بولے کہ قرآن شریف منگاؤ۔ اُس وقت ایک مترجم حمائل دہلی کے چھاپہ کی منگوائی گئی۔ مولوی صاحب کے ہاتھ میں دی گئی۔ ہاتھ میں لیتے ہی بولے کہ یہ مرزے کا قرآن ہے۔ اس کو مَیں نہیں لیتا۔ پھر اس کو مَیں نے کہا کہ ہرگز مرزا صاحب کا قرآن نہیں۔ آنکھیں کھول کر دیکھیں۔ پھر مولوی صاحب نے یہی رَٹ لگائی۔ خیر مَیں نے پھر کہا کہ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ تین دفعہ کہا۔ مولوی صاحب نے قرآن کریم ہاتھ میں لیا اور مکتبہ کا نام، پریس کا نام دیکھا اور پوچھا کہ اس کا مصنف کون ہے۔ مَیں نے پھر کہا نعوذ باللہ آپ اس کو خدا کا کلام نہیں مانتے تبھی مصنف پوچھتے ہیں۔ خیر مولوی کہتا ہے۔ نہیں نہیں۔ غلطی ہوگئی۔ یہ کس کی تالیف ہے۔ مَیں نے پھر کہا مولوی صاحب ہوش کریں اور حسبِ منشاء خود آیت نکالیں۔ مولوی صاحب نے قرآنِ شریف کھولا اور پھر ورق گردانی شروع کر دی۔ بیس منٹ ورق گردانی کرتے رہے۔ کوئی آیت نہ ملی۔ پھر آخر مَیں نے اُن کو کہا کہ مولوی صاحب آپ بیس آیاتِ قرآنی بتا رہے ہیں۔ اگر ایک نہیں تو دوسری نکال دیں۔ دوسری نہیں تو تیسری نکال دیں۔ آخر مولوی کہنے لگا کہ قرآن میں تو وہ آیات نہیں نکلتیں۔ مجھے نظر نہیں آرہیں۔ مَیں زبانی پیش کر دیتا ہوں۔ پھر مولوی صاحب کہنے لگے کہ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ (آل عمران:56)۔ ترجمہ مولوی صاحب نے اس کا یہ کیا کہ جب کہا اللہ تعالیٰ نے، اے عیسیٰ! مَیں تیری روح کو مع جسم پورے کے آسمان پر اُٹھانے والا ہوں۔ تو اس پر کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا مولوی صاحب! قرآن سے وہ آیت نکالیں اور الفاظ سامنے رکھ کر بحث ہوگی۔ مولوی صاحب نے پھر قرآن ہاتھ میں لیا۔ پھر دس منٹ تک ورق گردانی کرتے رہے۔ کوئی آیت نہ ملی۔ لوگوں نے اُن سے ٹھٹھا کرنا شروع کیا اور کہا کہ عجیب قرآن دانی ہے آپ کی کہ ایک مشہور آیت آپ کو نہیں ملی۔ لوگ اُن کا مذاق اُڑاتے وہاں سے اُٹھ گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 181 تا 185 روایت حضرت میاں جمال الدین صاحبؓ)

اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ پچھلی دفعہ بھی مَیں نے سنایا تھا لیکن وہ اور واقعہ تھا۔ بہرحال یہ عموماً علماء کی جو نام نہاد علماء ہیں اُن کی عادت ہے۔ پھر حضرت منشی محبوب عالم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حکیم محمد علی صاحب موجد روح جیون بوٹی شاہی طبیب ریاست جموں و کشمیر تھے۔ وہ پنشن لے کر لاہور میں سکونت پذیر ہوئے۔ مَیں اُن کے ہاں ملازم تھا۔ وہ بھی اکثر مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کیا کرتا تھا اور بہت بدزبانی کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک دن دورانِ گفتگو میں اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ مبارک میں دیوث کا لفظ استعمال کیا۔ (نعوذ باللہ)۔ مَیں نے رات کو بہت دعائیں کی اور استغفار کیا کہ ایسے شخص سے مَیں نے کیوں گفتگو کی جس نے ایسی بے ادبی کی ہے۔ مگر رات کو مجھے خداوند کریم نے رؤیا میں دکھایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میاں چراغ دین صاحب مرحوم کے مکان میں تشریف فرما ہیں اور مَیں حاضرِ خدمت ہوا ہوں۔ جب مَیں نے حضور کو السلام علیکم کہا تو حضور نے جواب دیا وعلیکم السلام۔ اور مجھ سے پوچھا کہ وہ شخص جو ہمیں دیوث کہتا ہے کہاں ہے؟ مَیں نے باہر کی طرف دیکھا تو محمد علی آ رہا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور وہ محمد علی حکیم ہے باہر آ رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اُس کو کہہ دو کہ ہم آپ سے ملاقات نہیں کرتے کیونکہ آپ دیوث ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا انتقام دیکھیں۔ اس رؤیا کے بعد چند ہفتے گزرے تھے کہ اُس کی لڑکی ایک کلرک کے ساتھ بھاگ گئی اور گوجرانوالہ محکمہ پولیس کے خفیہ افسر نے اُس کو پکڑ لیا۔ کلرک نے کہا یہ میری بیوی ہے۔ لڑکی نے کہا یہ میرا ملازم ہے۔ دونوں کے متضاد بیانات تھے۔ پولیس کو شبہ ہوگیا۔ گوجرانوالہ کے اسٹیشن پر اُن کو گاڑی سے اتار لیا۔ ڈپٹی کمشنر کے پیش ہوئے۔ وہاں لڑکی نے بیان دیا کہ میرا باپ دیوث ہے اور میری شادی نہیں کرتا۔ (اب یہ حکیم صاحب کی بیٹی خود بیان دے رہی ہے)۔ مَیں مجبوراً اس آدمی کے ساتھ ایک نوابزادے کے پاس جا رہی ہوں۔ خیر اُس نے اپنے واقعات سنائے۔ اُس ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ تمہارے باپ کی ہتک ہوگی اُس کے پاس چلی جاؤ۔ مگر اس نے واپس جانے سے انکار کیا اور کہا باپ مجھے مار ڈالے گا۔ خیر ڈپٹی کمشنر نے کہا ہم انتظام کر دیتے ہیں اور لڑکی کو لاہور کے ڈپٹی کمشنر کے پاس بھیج دیا کہ لڑکی کے باپ کے حوالے کیا جائے مگر اُس سے ضمانت لی جائے کہ اسے کوئی تکلیف نہ دے۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنر نے کچہری میں حکیم صاحب کو طلب کیا۔ جاتے ہی حکیم صاحب کو ڈانٹا اور کہا کہ تم بڑے دیوث ہو۔ (دوسری دفعہ پھر ڈپٹی کمشنر نے وہی بات کہی)۔ اپنی لڑکی کی حفاظت نہیں کرتے اور تم بڑے بے شرم ہو، جوان لڑکی کا رشتہ نہیں کرتے۔ پانچ ہزار روپے کی ضمانت لاؤ تب لڑکی تمہارے حوالے کی جائے گی۔ اور اس طرح وہ بدلہ لیا۔ پھر اس پر اس کا مزید عبرتناک انجام یہ ہوا کہ کچھ عرصے کے بعد مولوی صاحب شہر میں دیوث مشہور ہوگئے۔ ہر ایک اُن کو دیوث کہنے لگا۔ اور کچھ عرصے کے بعد وہی لڑکی پھر بھاگ گئی اور عیسائی ہوگئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 207 تا 209 روایت حضرت منشی محبوب عالم صاحبؓ)

حضرت امیر خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول کی وفات پر جب مَیں نے سنا کہ چوہدری غلام احمد صاحب پیغامی ہوگئے ہیں تو مَیں وہاں پہنچا اور اُنہیں پیغامیوں کے حالات سے اطلاع دی۔ الحمد للہ کہ انہوں نے بہت اثر لیا اور پیغامی خیالات سے توبہ کر لی اور یہاں قادیان میں تشریف لائے۔ اسی طرح چوہدری نعمت خان صاحب سب جج کو مَیں نے موضع کھیڑی میں تبلیغ کی اور آپ اس کے تھوڑے عرصے بعد احمدی ہو گئے۔ پھر جب آپ 'اونہ' میں تھے اور مَیں نے سنا کہ پیغامی خیالات رکھتے ہیں تو اُن سے مَیں (نے) خط و کتابت کی اور بہ عمل خود انہوں نے اپنے خیالات میں تبدیلی فرمائی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 147-146 روایت حضرت امیر خان صاحبؓ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تو پیغامیوں کی تعداد ویسے بھی بہت تھوڑی رہ گئی ہے اور یہ جہاں جہاں تھے پچھلے دو تین سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی تعداد میں احمدی ہوئے ہیں، مبائع ہوئے ہیں۔

حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں حضرت صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت اُس وقت ایک جگہ کھڑے تھے۔ ایک صحابی حضرت صاحب کے پاس کھڑا تھا۔ اُس نے مجھ کو دیکھ کر حضرت صاحب کو کہا کہ یہ مولوی عبداللہ کھیوے والا ہے۔ اس کے ساتھ بڑے مقابلے ہوئے ہیں۔ یعنی تبلیغی مقابلے بحثیں وغیرہ۔ لیکن ہر میدان میں اس کو اللہ تعالیٰ غلبہ دیتا رہا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا: ہاں حق کو ہمیشہ غلبہ ہی ہوتا ہے۔ یہ کلماتِ مبارک اس برکت والے منہ سے سن کر میری تسلی ہوئی اور بڑی خوشی ہوئی اور مجھے یقین ہوگیا کہ اس منہ سے یہ کلمہ نکلا ہے۔ مجھے امید ہوگئی کہ مَیں حق پر رہوں گا اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے غلبہ ہی دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُس وقت سے اب تک کسی مقابلے میں مجھے شکست نہیں ہونے دی، غلبہ ہی بخشا ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 10 صفحہ 222-221 روایت حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ)

حضرت چوہدری محمد علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب سیالکوٹ جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے، جب واپس تشریف لائے تو انہوں نے آکر تبلیغ شروع کی۔ وہ خود بیعت کر کے آئے تھے۔ اُن کی تبلیغ سے گھٹیالیاں کے لوگ دھڑا دھڑ بیعت کرنے لگے۔ غالباً غلام رسول بسراء صاحب سے مَیں نے یہ سنا کہ حضرت صاحب نے جب یہ دیکھا کہ کثرت سے گھٹیالیاں کے لوگ بیعت کر رہے ہیں تو فرمایا یہ گھٹیالیاں کیا ہے؟ گاؤں ہے کہ شہر ہے۔ اس پر چوہدری محمد علی صاحب کے بھائی حاکم علی نے کہا کہ یہ روایت صحیح ہے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 10 صفحہ 235 روایت حضرت چوہدری محمد علی خان صاحبؓ)

(یہ آگے اس روایت کی تصدیق ہو رہی ہے)

پھر حضرت شیخ عبدالرشید صاحب کی روایت ہے کہ مولوی محمد علی صاحب بوپڑی غیر احمدی یہاں آیا کرتے تھے۔ بڑے خوش الحان تھے۔ اُس کے وعظ میں بیشمار عورتیں جایا کرتی تھیں۔ (آواز بھی اچھی تھی۔ وعظ بھی بہت اچھا کیا کرتے تھے۔ attract کیا کرتے تھے۔ لحن بھی اچھا تھا۔ تلاوت بھی اچھی کیا کرتے تھے۔) کہتے ہیں کہ وہ دو دو تین تین ماہ یہاں رہا کرتے تھے۔ اُس نے آکر حضرت کی مخالفت شروع کر دی۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت شروع کر دی)۔ بدزبانی بھی کرتا تھا۔ اُس کے ساتھ بھی بحث مباحثہ ہوتا رہا۔ میرے والدین نے مجھے جواب دے دیا (یعنی گھر سے نکال دیا)۔ والدہ زیادہ سختی کیا کرتی تھیں کیونکہ (مولوی) بوپڑی کا بڑا اثر تھا۔ والدین نے کہا ہم عاق کر دیں گے۔ کئی کئی ماہ مجھے گھر سے باہر رہنا پڑا۔ میرے والد صاحب میری والدہ کو کہا کرتے تھے کہ پہلے یہ دین سے بے پرواہ تھا۔ سویا رہتا تھا۔ اب نماز پڑھتا ہے۔ تہجد پڑھتا ہے۔ اسے مَیں کس بات پر عاق کروں۔ (ایک طرف مخالفت تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی، دھمکی تھی کہ عاق کریں گے لیکن ساتھ ہی یہ بھی اثر تھا کہ جب سے احمدی ہوا ہے اس کی کایا پلٹ گئی ہے)۔ وہ کہتے ہیں لیکن پھر بھی دنیاوی باتوں کو مدّنظر رکھ کر مجھے کہا کرتے تھے کہ مرزائیت چھوڑ دو۔ مَیں یہی کہا کرتا کہ مجھے سمجھا دو۔ چنانچہ اس اثناء میں کئی دفعہ مولوی محمد حسین صاحب سے تبادلہ خیالات ہوا۔ مولوی محمد حسین صاحب ہمارے مقروض تھے۔ والد صاحب تقاضا کے لئے مجھے بھیجا کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک دفعہ مولوی صاحب نے ایک اشتہار شائع کروایا جس میں خونی مہدی کا انکار تھا اور لکھا تھا کہ وضعی حدیثیں ہیں۔ یعنی خود بنائی ہوئی حدیثیں ہیں۔ ان کی کوئی صحت نہیں ہے۔ حضرت صاحب کو بھی یہ اشتہار پہنچ گیا۔ یہ اشتہار دیکھ کر حضرت صاحب نے ایک استفتاء تیار کیا اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب گوڑگاؤں والے کو مولوی کے پاس بھیجا۔ وہ علماء کے پاس فتویٰ لینے کے لئے گئے۔ بعض علماء نے فتوے دیئے، بعض نے انکار کیا۔ ڈاکٹر صاحب حضرت صاحب کو سنایا کرتے تھے۔ (جب مولوی محمد حسین کا یہ اشتہار پہنچا تو اس پر دوسروں سے، غیروں سے فتوے لینے کے لئے بھیجا کہ تم کیا کہتے ہو۔ کچھ نے تو اس کے خلاف فتویٰ دے دیا، کچھ نے اپنا پلّو بچایا)۔ بہرحال کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب جن کو مولویوں کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھیجا تھا وہ حضرت صاحب کو سنایا کرتے تھے کہ مَیں بعض اوقات انگور یا دیگر پھل مولویوں کے پاس پیش کر دیتا تھا اور وہ حسب منشاء فتویٰ لگا دیا کرتے تھے۔ جا کے مولوی صاحب کو تحفہ دیا، کچھ پھل پیش کیا تو جیسا فتویٰ چاہو اُن سے لے لو۔ آج بھی ویسے یہ حال ہے لیکن آجکل ریٹس (Rates) زیادہ high ہو گئے ہیں۔ کہتے ہیں حالانکہ پہلے انکار کر چکے ہوتے تھے پھر بھی کچھ نہ کچھ لے کے فتویٰ دے دیتے تھے۔ حضرت صاحب یہ باتیں سن کے شملہ منہ کے آگے رکھ کر (پگڑی کا کپڑا منہ کے آگے رکھ کے) مسکرایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں مجھے اس رسالے کا علم تھا جو مولوی محمد حسین صاحب نے شائع کیا تھا کہ اس میں مولوی صاحب نے یہ فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ جب مولوی محمد حسین صاحب کے ساتھ تبادلہ خیالات ہوتا تھا تو مَیں یہ ذکر کرتا تھا۔ ایک دن میں نے اُن سے کہا کہ آپ کا عقیدہ مہدی کے متعلق تو یہ ہے جو آپ نے شائع کیا ہے۔ خونی مہدی نہیں آئے گا اور اس کے متعلق جو حدیثیں ہیں وہ ضعیف ہیں، کمزور ہیں، ظنّی ہیں اور لوگوں کو آپ یہ کہتے ہیں کہ مہدی آئے گا۔ آپ دو طرف کیوں بیان دے رہے ہیں۔ ان کو اپنا اصلی عقیدہ کیوں نہیں بتاتے۔ لیکن وہ میری بات کا کوئی جواب نہیں دیتا تھا اور ہر دفعہ یہی کہتا تھا کہ جاؤ مرزائی ہو جاؤ۔ تمہیں اس سے کیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 29 تا 31 روایت حضرت شیخ عبدالرشید صاحبؓ)

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ ولد شیخ مسیتا صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عصر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد مبارک میں ہی تشریف فرما ہوئے تو ایک نئے دوست نے عرض کی کہ حضور ہمارے گاؤں میں ایک مولوی صاحب آئے اور رات کو کوٹھے پر کھڑا کر کے غیر احمدیوں نے اُن سے وعظ کرایا۔ ہم بھی گئے تو اُس مولوی نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ والی حدیث پڑھ کر اُس میں لوگوں کو خوب جوش دلایا اور بار بار کہا دیکھو لوگو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور مرزا صاحب قادیان والے کہتے ہیں کہ میں نبی ہوں اور رسول ہوں۔ پھر پنجابی میں کہنے لگا ''دسّو اسی کی کریئے'' تو کہتے ہیں کس طرح مرزا صاحب کو نبی رسول مان لیں؟ کہتے ہیں مَیں کھڑا ہو گیا اور اُس سے کہا مولوی صاحب! آپ یہ بتائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے بارے میں بھی یہ فرمایا ہے کہ اس کے بعد کوئی مسجد نہیں ہوگی۔ اس کے کیا معنی کریں گے۔ جو معنی آپ اس مسجد والی حدیث کے کریں گے وہی معنی ہم لَا نَبِیَّ والی حدیث کے کریں گے اور آپ کو یہ بتلا دیں گے کہ جو نبی آپ کی لائی ہوئی شریعت کو منسوخ کرے گا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو منسوخ کرے گا، وہ نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تو آخری شریعت ہے۔ اس لئے اس کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا نبی نہیں آ سکتا۔ خیر وہ مولوی صاحب کہتے ہیں اس بات پر بھونچکا سا ہو گیا اور گالیاں دینے لگ گیا۔ جب جواب نہ ہو تو یہی ہوتا ہے۔ پھر مَیں نے کہا مولوی صاحب! آپ کی گالیوں کا جواب ہم نہیں دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دوست کی یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوئے اور بڑے مسکرائے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 91-90 روایت حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ)

آجکل بھی زیادہ تر یہی ایشو اٹھایا جا رہا ہے۔ لوگوں کے دماغوں کو جو زہریلا کیا جاتا ہے تو اسی بات سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو کوئی نبی نہیں آ سکتا اور یہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ احمدیوں کے خلاف پاکستان میں اصل جو مخالفت ہے وہ اسی ایشو کو لے کر اب زیادہ بھڑکائی جا رہی ہے۔

مکرم میاں شرافت احمد صاحب اپنے والد حضرت مولوی جلال الدین صاحبؓ مرحوم کے حالات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ والد صاحب کو خدمتِ دین کا بہت شوق تھا اور اس پیرانہ سالی میں بھی، بڑھاپے میں بھی آپ جوانوں سے بازی لے جاتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے میں، 1934ء میں جہاں خطبہ جمعہ میں آپ کی وفات کو شہادت کی موت قرار دیا ہے، وہاں آپ نے اعتراف فرمایا کہ مولوی صاحب جوانوں سے بڑھ کر کام کرنے والے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ تین آدمی مَیں نے دیکھے ہیں جو کہ تبلیغ میں دیوانوں کی طرح کام کرتے تھے، ایک حافظ روشن علی صاحب مرحوم، دوسرے یہ مولوی صاحب اور تیسرے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ یہ تینوں نہ دن نہ رات دیکھتے ہیں۔ تبلیغ میں ہی لگے رہتے ہیں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 274 روایت حضرت میاں شرافت احمد صاحبؓ)

پھر میاں شرافت احمد صاحب ہی اپنے والد صاحب مولوی جلال الدین صاحبؓ مرحوم کے حالات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ والد صاحب تبلیغ سلسلہ کے متعلق اپنا ایک رؤیا بیان فرمایا کرتے تھے۔ وہ مَیں لکھتا ہوں۔ (والد صاحب) کہتے ہیں ایک دن مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گھر میں یا گاؤں میں یہ مجھے یاد نہیں رہا تشریف لائے ہیں اور مجھ سے قلم مانگتے ہیں۔ اُس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ کچھ مدت کے بعد مَیں قادیان میں حاضر ہوا اور اپنے ساتھ دو رسّے کھدر سفید دھوبی سے دھلا ہوا، اُس کے پانچ گز کے دو ٹکڑے (یعنی رسّے شاید پنجابی میں لمبی چادروں کے ٹکڑوں کو کہتے ہیں) لے کے رکھے اور دو ہولڈر مختلف رنگ کے لئے اور حضور کی خدمت میں پیش کئے اور حضور سے قلم مانگنے کی تعبیر دریافت کی۔ حضور نے ازراہِ ہمدردی میرے حقیر نذرانے کو قبول فرماتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے خواب کو پورا کر دیا۔ قلم سے مراد یہ ہے کہ آپ خدمتِ دین کریں، تحریری بھی اور تقریری بھی۔ والد صاحب بیان کرتے تھے کہ اس کے بعد مَیں نے اپنے سارے زور سے تبلیغ شروع کر دی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی کوششیں بارآور ہوئیں۔ آپ کے دونوں بھائی بیعت میں شامل ہو گئے جن میں سے ایک اپنے علاقے میں مانا ہوا عالم تھا (مولوی علی محمد صاحب سکنہ زیرہ ضلع فیروزپور۔) جب مخالفوں کو معلوم ہوا کہ یہ دونوں بھائی مولوی جلال الدین صاحب اور مولوی علی محمد صاحب احمدی ہو گئے ہیں تو اُن کی کمریں ٹوٹ گئیں۔ ان کے احمدی ہونے پر محمد علی بوہڑ یہ اور محمود شاہ واعظ یہ دونوں زیرہ سے روتے ہوئے چلے گئے۔ یہ غیر احمدی تھے اور فیروزپور تک ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈال کر ایسے روتے تھے جیسے بہت قریبی رشتہ دار فوت ہو گیا ہو۔ پھر مولوی صاحب کی کوشش سے زیرہ ضلع فیروزپور، کھرپڑ، لدھیکے، رتنے والا اور للیانی وغیرہ مقامات پر مخلص جماعتیں پیدا ہوئیں۔ الحمدللہ۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 274 تا 276 روایت حضرت میاں شرافت احمد صاحبؓ)

پھر میاں شرافت احمد صاحب ہی کی مولوی جلال الدین صاحب کے بارے میں ایک روایت ہے کہ والد صاحب 1924ء میں ملکانہ میں تبلیغ کی خاطر تشریف لے گئے اور وہاں بنجاروں اور ملکانوں میں تبلیغِ اسلام کرتے رہے۔ ملکانوں اور بنجاروں کے علاوہ آپ نے معززین علاقہ سے بھی تعلقات پیدا کر لئے۔ حکام وقت سے بھی اپنے پھٹے پرانے کپڑوں میں جا ملتے۔ وہ لوگ آپ کو اس رنگ میں دیکھ کر کہ ستّر اسّی سال کا بوڑھا اپنی گٹھڑی اُٹھائے پھر رہا ہے اور دن رات اس دھن میں ہے کہ لوگ مسلمان بن جائیں اور احمدیت قبول کر لیں، بہت اچھا اثر لیتے تھے۔ آپ اُن سے کافی چندہ وصول کرتے تھے۔ وہ خوشی سے دیتے تھے کہ یہ جماعت کام کرنے والی ہے۔ اس علاقے میں بھی آپ کی سعی اور کوشش سے بہت سے لوگ سلسلہ حقہ میں داخل ہو گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 279-278 روایت حضرت میاں شرافت احمد صاحبؓ)

حافظ غلام رسول وزیر آبادی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میاں بشیر احمد صاحب کے مکان میں جس کے دروازے دونوں مسقّف گلیوں (چھتی ہوئی گلیاں تھیں) کے نیچے موجود ہیں، تشریف فرما ہوئے اور بہت دوستوں کو اس میں جمع کر کے فرمایا کہ مَیں نے ہائی سکول اس لئے قائم کیا تھا کہ لوگ یہاں سے علم حاصل کر کے باہر جا کے تبلیغ کریں گے۔ مگر افسوس کہ لوگ علم حاصل کرنے کے بعد اپنے کاروبار میں لگ جاتے ہیں اور میری غرض پوری نہیں ہوتی۔ کوئی ہے جو خدا کے لئے مجھے اپنا لڑکا محض دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے دے دے۔ اُس وقت مولوی عبیداللہ مرحوم میرا بیٹا چھوٹی عمر کا میرے پاس موجود تھا۔ میں نے وہ حضرت صاحب کے سپرد کر دیا۔ حضرت صاحب نے اُس کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں پکڑ لیا اور میاں فضل دین صاحب سیالکوٹی جو اُس وقت مدرسہ احمدیہ میں مددگار کارکن تھے اُس کے سپرد کر کے فرمایا کہ اس بچے کو مفتی محمد صادق صاحب کے سپرد کر آؤ۔ ان دنوں مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر مفتی صاحب تھے۔ الغرض وہ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو کر عالم فاضل بن گیا اور خلیفہ ثانی نے اپنے عہدِ خلافت میں اُس کو ماریشس میں مبلغ بنا کر بھیج دیا جو پونے سات سال تبلیغ کا کام کرتا رہا۔ آخر کسی حکمت کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے اُس کو وفات دے دی۔ اُس کے بعد اُس کی بیوی اور ایک لڑکی اور ایک لڑکا چھوٹی عمر کے پیچھے رہ گئے جن کو بحکم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی میں جا کر 1924ء میں واپس لے آیا۔ دو سال کے بعد اُس کی اہلیہ فاطمہ بی بی جو میرے چھوٹے بھائی حافظ غلام محمد صاحب کی بیٹی تھی فوت ہو گئی۔ یہ بھی نہایت فصیح الزبان مبلغہ تھیں۔ (ان کی اہلیہ تھیں وہ بھی بہت اچھی مبلغہ تھیں) انہوں نے لکھا۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھَا وَارْحَمْھَا۔ پھر کہتے ہیں کہ دونوں بچے بفضل خدا میرے زیرِ تربیت ہیں۔ (جب یہ لکھ رہے ہیں) لڑکی کی شادی ہو گئی، لڑکا جس کا نام بشیر الدین ہے میرے پاس ہے۔ اس وقت مدرسہ احمدیہ میں تعلیم پاتا ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ وہ تعلیم حاصل کر کے اپنے والد مولوی عبیداللہ شہید مرحوم کی جگہ جا کر تبلیغ کا کام کرے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 174 تا 176 روایت حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ)

(اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو یہ موقع ملا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان کو بھی ماریشس بھجوایا۔ یہ بھی لمبا عرصہ رہے ہیں۔ ان کے بچے شاید آجکل یہیں رہتے ہیں۔ آگے ان میں سے تو کوئی مبلغ نہیں بنا لیکن بہرحال انہوں نے بھی ماریشس میں بڑی تبلیغ کی) جماعت کی لمبا عرصہ خدمت کی ہے۔

پھر میاں شرافت احمد صاحب اپنے والد حضرت مولوی جلال الدین صاحب مرحوم کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن آپ ایک جگہ موضع گھنوکا ننگلہ کو جارہے تھے کہ وہاں جمعہ پڑھائیں گے۔ راستے میں موضع گھرور میں بھوک کی وجہ سے دو پیسے کے چنے لئے۔ کپڑے وغیرہ صاف کر لئے اور چنے وغیرہ کھا کر سفر کی تیاری کی۔ گھاٹ سے نکلتے ہی لُو لگ گئی۔ گرمی کے دن تھے۔ بیہوش ہو کر سڑک پر لیٹ گئے۔ کسی راہ گیر نے تھانہ گھرور میں جا کر کہا کہ قادیانی مولوی صاحب تو لُو لگنے کی وجہ سے راستے میں پڑے ہیں۔ ایک سپاہی جو کہ آپ کا معتقد تھا بھاگا ہوا آیا۔ آپ کو راستے میں کوئی یکّہ وغیرہ نہ ملا، ٹانگہ نہ ملا۔ وہ لاچار آپ کو اپنے سہارے آہستہ آہستہ قصبے کی طرف لایا۔ چونکہ لُو آگے سے بھی بہت تیز تھی۔ گرم ہوا چل رہی تھی۔ آپ میں کوئی سکت نہ رہی۔ قصبے سے باہر بھی ایک دھرمسالہ تھا اُس کے چبوترے پر لیٹ گئے۔ لوگوں نے بہت کہا کہ آگے چلیں۔ مگر آپ نے کہا کہ بس پہنچ گیا جہاں پہنچنا تھا۔ لوگوں نے دوائی وغیرہ دی مگر کسی نے اثر نہ کیا۔ لوگوں نے بہت کہا کہ آپ کے لڑکے کو تار دے دیتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ بچہ ہے گھبرا جائے گا۔ اب خدا کے سپرد۔ ان کلمات کے بعد وہ مردِ باصفا اپنے آقا کے حکم کو کہ خدمتِ دین کریں، پوری اطاعت اور فرمانبرداری سے بجالاتا ہوا اپنے خالقِ حقیقی سے جاملا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کہتے ہیں کہ مرحوم کا جنازہ غیر احمدیوں نے ہی پڑھا۔ وہاں احمدی بھی کوئی نہیں تھا اور انہوں نے ہی دفن کیا۔ خدا تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دے۔ دوسرے تیسرے دن احمدی دوستوں کو معلوم ہوا۔ انہوں نے اس عاجز کو (یعنی ان کے بیٹے کو) اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اطلاع کی۔ حضور نے جمعہ میں آپ کا ذکر کیا اور نماز کے بعد جنازہ غائب پڑھایا۔ مرحوم کی وصیت بھی تھی، اس لئے آپ کا کتبہ بہشتی مقبرہ میں لگ گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 280-279 روایت حضرت میاں شرافت احمد صاحبؓ)

اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگوں کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور اس روح کو ہمیشہ ہم میں بھی اور آئندہ نسل میں بھی جاری رکھے۔

اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے چند اقتباسات پڑھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’مَیں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے اور وہ یہ قرار دیئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علومِ جدیدہ کو پڑھنا ہی جائز نہیں۔ اُن کی رُوح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد اول۔ صفحہ 68۔ مطبوعہ لندن)

پھر آپ نے فرمایا کہ ’’مگر وہ سچا فلسفہ ان کو نہیں ملا جو الہام الٰہی سے پیدا ہوتا ہے جو قرآن کریم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ وہ ان کو اور صرف انہیں کو دیا جاتا ہے جو نہایت تذلل اور نیستی سے اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں۔ جن کے دل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفّن نکل جاتا ہے اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر سچی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد اول۔ صفحہ 68-69۔ مطبوعہ لندن)

پھر آپ نے فرمایا کہ ’’پس ضرورت ہے کہ آجکل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے‘‘ (یعنی صرف وہیں پڑے رہے اور دین نہ سیکھا) ’’اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقعہ نہ ملا اور وہ خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے۔ اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو اسلام کے تابع کرتے، الٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے (یعنی دینی خدمات وہی بجالا سکتا ہے) جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو‘‘۔

(ملفوظات جلد اول۔ صفحہ 69۔ مطبوعہ لندن)

پس یہ آسمانی روشنی حاصل کرنے کی کوشش ہو۔ پھر آپ فرماتے ہیں:

’’میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو۔ (اب یہ جو لفظ اعضاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے استعمال کیا ہے ایک ایسا بہت بڑا اعزاز ہے کہ تم میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو۔ اعضاء بھی انسان کے خود تو کام نہیں کر سکتے، جو دماغ حکم دیتا ہے اس کے مطابق چلتے ہیں۔ پس یہ ہر احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس توقع پر پورا اترنے کی کوشش کرے۔ ہمارے وہ کام ہوں جو اسلام کی، قرآن کی حقیقی تعلیم کے مطابق ہیں۔ جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس زمانے میں ہمیں بار بار نصیحت فرمائی ہے۔ اس کے بغیر ہم اپنی بیعت کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ فرمایا کہ) ’’میرے اعضاء ہو گئے ہو۔ ان باتوں پر عمل کرو۔ اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ اس لئے کہ آجکل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل کی بنا پر ہے۔ اس لئے لازم ہوا کہ ان علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں تا کہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت تو ہم پر کھل جائے‘‘۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 68 مطبوعہ لندن)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

’’تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی‘‘۔ (جو بھی بات کرنی ہے سچے دل سے ہونی چاہئے اور تمہارا عمل بھی اس کے مطابق ہونا چاہئے، ورنہ وہ اثر نہیں کرتی ’فرمایا) ‘‘اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حصہ میں آئی اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 68-67 مطبوعہ لندن)

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی صحیح پیروی کی کوشش ہمارا ایک فرض بھی ہے اور وہ تبھی ہوگی جب ہمارے قول و فعل ایک ہوں گے اور تبھی ہماری کوششوں کو بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہترین پھل لگیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس خواہش کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم دین کی اشاعت کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانے والے بنیں۔ آپ کے اعضاء ہونے کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اور ہمارے قول اور فعل میں کبھی تضاد نہ ہو۔ کبھی دجالی طاقتوں اور دنیاوی علم سے مرعوب اور مغلوب نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بنیادی چیز کو، اس اَصل کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج پھر مَیں ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو مکرم سلطان آف آگادیس (Agadez) نائیجر کا ہے۔ 21 رفروری کو پچھتّر سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ان کا نام الحاج عمر ابراہیم تھا۔ ستمبر 2002ء میں ان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ یہ نائیجر کے سب سے بڑے سلطان تھے اور نائیجر کے تمام روایتی حکمرانوں یا Traditional Rulars جو ہیں اُن کے پریزیڈنٹ تھے اور صدرِ مملکت کی خصوصی کابینہ کے چار افراد میں شامل تھے۔ نائیجر میں پندرھویں صدی سے آگادیس کی سلطنت کا آغاز ہوا۔ مرحوم 1960ء سے آگادیس کے سلطان منتخب ہوئے اور اکاونویں (51ویں) سلطان تھے۔ اس طرح تقریباً اکاون باون سال یہ سلطان رہے۔ نائیجر میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آگادیس کے علاقے میں جہاں شورشیں اُٹھتی رہتی تھیں وہاں امن کے قیام میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ گویا امن کا نشان تھے۔ 2002ء میں جلسہ سالانہ بینن میں اپنے بارہ رکنی وفد کے ساتھ کوئی ڈھائی ہزار کلومیٹر کا سفر طے کر کے شامل ہوئے تھے اور جلسے کے بعد ایک ہفتہ بینن میں مقیم رہے۔ اور امیر صاحب بینن کے ساتھ مختلف جماعتوں میں گئے۔ احمدیت کو قریب سے دیکھا۔ نائیجر واپسی سے قبل اس خواہش کا اظہار کیا کہ مَیں بیعت کر کے واپس جانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اپنے بارہ رکنی وفد کے ساتھ بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے اور کہا کہ بینن کے جلسے میں ہزاروں افراد کو نماز پڑھتے دیکھ کر میرا دل خوشی سے اچھل رہا ہے۔ ہم مسلمان ملک سے آئے ہیں مگر وہاں کبھی بھی اس قدر بڑا اجتماع خالصۃً للہ ہوتے نہیں دیکھا۔

2003ء میں جلسہ سالانہ یوکے میں شریک ہوئے اور ان کی مجھ سے پہلی ملاقات تھی۔ بڑے خوش اخلاق، بہت ملنسار، بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کا ان کو پتہ لگا تھا تو خود وہاں نیامی مشن ہاؤس میں تشریف لائے۔ مبلغ انچارج کے ساتھ تعزیت کی۔ ان کی اولاد بھی ہے اٹھارہ بیٹے بارہ بیٹیاں۔ ان کی چار پانچ شادیاں تھیں۔ مبلغ انچارج نائیجر اکبر احمد صاحب بتاتے ہیں کہ انہیں دو مرتبہ آگادیس جانے کا موقع ملا اور بہت مہمان نواز تھے۔ مشنری انچارج کی بہت مہمان نوازی کرتے تھے، عزت کرتے تھے۔ ملک کے دارالحکومت نیامی جب تشریف لاتے تھے۔ کہتے ہیں خاکسار کو پتہ چلتا تو اُن سے ملنے جاتا۔ بہت محبت سے ملتے اور ہمیشہ جماعت کے حالات پوچھتے۔ خلیفۃ المسیح کے بارے میں پوچھتے۔ اپریل 2004ء میں جب مَیں بینن کے دورے پر گیا ہوں تو پھر یہ پراکو تشریف لائے تھے۔ ہمسایہ ملک نائیجر ہے، وہاں سے باسٹھ افراد پر مشتمل وفد آیا تھا اور اس وفد میں مرحوم سلطان آف آگادیس بھی تھے۔ گیارہ رکنی وفد کے ساتھ اُس میں شامل تھے۔ وہاں ان سے میری ملاقات ہوئی اور وہاں بھی انہوں نے مجھے بتایا کہ مَیں تقریباً تین چار دن اور رات کا سفر کر کے آیا ہوں۔ صحراء میں سفر بھی بہت مشکل ہے۔ یہ دو ڈھائی ہزار کلومیٹر کا سفر کر کے آئے تھے۔ وہاں اُن کے ساتھ مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ تصویریں وغیرہ بھی انہوں نے کھنچوائیں۔ مل کے بڑے خوش تھے۔ نائیجر کے احمدیوں میں بھی بہت زیادہ اخلاص و وفا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ سلطان تھے اور بڑے سلطانوں میں سے تھے، بڑی عاجزی اور انکساری ان میں پائی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ❁❁❁

کیا آپ نے اس ماہ اصلاحی کمیٹی کا اجلاس منعقد کر کے اس کی رپورٹ دفتر اصلاح وارشاد میں بھجوادی ہے

(نظارت اصلاح وارشاد قادیان)

مکرم ومحترم سید عبدالحی صاحب کی یادوں کا گلدستہ

(طاہر محمود احمد۔ مربی سلسلہ نظارت اشاعت ربوہ)

(خاکسار نے ایک طویل عرصہ شاہ صاحب کے ساتھ کام کرتے ہوئے گذارا۔ جامعہ احمدیہ سے فارغ ہوا تو چند ماہ کے لئے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں تقرری ہوئی۔ بعد ازاں دفتر نظارت اشاعت ربوہ میں بطور مربی سلسلہ تبادلہ ہوگیا اور ابھی تک اسی دفتر میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے خدمتِ دین کی توفیق پا رہا ہے۔)

ولادت اور اِرد گرد کا قدرتی ماحول

مکرم ومحترم سید عبدالحی صاحب نے مورخہ 12 جنوری 1932ء کو ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھنے والے محترم سید عبدالمنان صاحب کے ہاں کشمیر جنت نظیر کے ایک خوبصورت گاؤں ''کوریل'' میں آنکھ کھولی۔ آپ کے گردوپیش قدرتی حُسن اپنی حشر سامانیوں کے ساتھ جلوہ گر تھا۔ خوشبودار ہوائیں آپ کی سانسوں کو معطر کرتی رہیں۔ بلند و بالا پہاڑ آپ کو بلند حوصلہ اور مضبوط عزم وہمت کا سبق دیتے رہے۔ برف پوش پہاڑوں سے آپ کے دل ودماغ کے ٹھنڈا اور دھیما رہنے کے سامان ہوتے رہے۔ وادی کے نشیب وفراز آپ کے جسم وجاں میں جفاکشی اور محنتِ شاقہ کے اثرات مرتب کرتے رہے۔ آفتاب کی کرنیں آپ کے ذہن کے گوشوں کو روشن کرتی رہیں۔ چنار کے اُونچے اُونچے درختوں کی سرسراہٹ آپ میں تخلیقی صلاحیتوں کو بیدار کرتی رہیں۔ سرسبز وشاداب لہلہاتے کھیت طبیعت میں شگفتگی پیدا کرتے رہے۔ شفاف اور پُرسکون جھیلیں آپ میں اخلاص اور توکل کے بیج بوتی رہیں۔ رنگ برنگے پھول کلیاں اور گل وگلزار آپ میں پیار ومحبت کے جذبات پیدا کرتے رہے۔ بسیط فضاؤں میں چہچہاتے پرندے آپ کے کانوں میں رَس گھولتے رہے نتیجتاً آپ کی گفتار میں شیرینی کا عنصر شامل ہوتا رہا۔

گویا کہ جنتِ اَرضی کا عکس آپ کے اَنگ اَنگ پر پڑتا رہا اور حسین وادی کے پُرکیف نظارے آپ کے لاشعور میں بیٹھ گئے۔ کبھی کبھی پردیس میں ملتے جلتے مقامات اور مناظر کو آنکھوں کے جھروکوں سے دیکھ کر آپ کھو جاتے اور بہت دیر تک محوِ تماشا رہتے۔

بچپن اور پیاری والدہ کی محبت

آپ نے اپنا بچپن 9 سال کی عمر تک اپنی پیاری والدہ کے ساتھ محبت کا جھولا جھولتے ہوئے گزارا۔ ممتا کے محبت بھرے آنگن میں آپ کے ماہ وسال چلتے رہے۔ ممتا کا پیار آپ کے ہر رگ وریشہ میں سرایت کر گیا۔ ابتدائی تین چار کلاسوں کی تعلیم کشمیر میں ہی حاصل کی۔ جب آپ صبح اسکول جاتے تو والدہ وقفے کے لئے کھانا کپڑے میں لپیٹ کر اپنے ساتھ لئے ہوئے دُور تک چھوڑنے جاتیں اور ایک مقام پر وہ کھانا ننھے ننھے ہاتھوں میں تھما دیتیں۔ ماتھا چومتیں۔ پیار کرتیں۔ جاتے ہوئے کو پیار کی نظروں سے دیکھتی رہتیں کہ میرے جگر کا ٹکڑا جا رہا ہے۔.......... اُدھر والدہ سے معصوم بچے کی محبت کا یہ عالم کہ کپڑے میں لپٹے ہوئے کھانے کو اپنی ماں کی نشانی سمجھ کو اپنے ننھے ننھے ہاتھوں میں سنبھال کر رکھتا۔ اسکول میں وقفے کے دَوران جب بھوک ستاتی تو کپڑا کھول کر کھانا کھانے کا ارادہ کرتا۔ اچانک اپنی پیاری ماں کی نشانی کے خیالات ذہن میں گردش کرنے پر اپنا ہاتھ روک لیتا۔ پھر اَور بھوک چمکتی تو کھانے کا ارادہ کرتا۔ ناگہاں یہ خیال دل کو پکڑ لیتا کہ اگر میں نے کھانا کھایا تو میری ماں کی نشانی ختم ہوجائے گی۔......

......محبت و پیار کے اس حسین منظر کو دیکھ کر گردوپیش لہلہاتے کھیت اور کھلیان، بلند و بالا پہاڑ اور مہکتی فضاؤں میں اُڑتے ہوئے پرندے ضرور دونوں کی محبت پر رشک کرتے ہوں گے۔ عشق ومحبت کی یہ لازوال داستان کشمیر کی حسین وادیوں میں ہمیشہ زندہ و جاوید رہے گی۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جسمانی رشتوں میں سب سے اَنمول، مقدس، خالص اور سچا رشتہ ماں کا ہوتا ہے جس کی جدائی دل دہلا دینے والے غموں میں لپٹی ہوتی ہے۔ آپ کشمیر جنت نظیر کی حسین وجمیل وادیوں کو چھوڑ کر اپنی پیاری شفیق والدہ کے محبت بھرے آنگن کو الوداع کر کے تعلیم کے سلسلہ میں ایک دُوردراز بستی قادیان میں آ گئے۔ دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ شام وسحر ہوتی رہیں۔ پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا تو ہجرت کے بعد ربوہ میں ماہ وسال گزرتے رہے۔ دونوں ممالک کے مخدوش حالات کی وجہ سے اپنی دل وجان سے پیاری والدہ سے ملاقات کی کوئی سبیل نظر نہ آتی تھی۔ ممتا سے دُور دلِ مجبور پر نجانے کیا کیا قیامتیں گزرتی ہوں گی۔ کتنی حسرتیں جنم لے کر دَم توڑ جاتی ہوں گی۔ خدا جانے رحیم کریم کن کن راہوں سے دلِ مضطر کو دلاسے دیتا ہوگا۔

قریباً چالیس سال کا عرصہ گزر گیا تھا۔ وقت کروٹیں لے رہا تھا۔ قدرت نے رنگ بدلا اور اَرضِ ہندوپاک پر تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔ سیاست کے تیور بدلنے لگے۔ اربابِ حل وعقد کے دلوں میں عوام الناس کے لئے نرم گوشے پیدا ہونے لگے تو حکامِ بالا نے آمدورفت کے معاملات میں کچھ نرمی کی۔ جس کے نتیجہ میں آپ کے لئے اپنی منتظر والدہ سے ملنے کے لئے اُمید کی کرن پیدا ہوئی جو مایوسیوں کے اندھیروں کو چیرتی ہوئی آپ کو اپنی پیاری والدہ کے پاس لے گئی، جو دن رات اپنے جگر گوشے کو یاد کرتی رہتی تھیں۔ جب اپنے جگر کے ٹکڑے کو اپنے سینے سے لگایا ہوگا تو دل میں کتنی ٹھنڈ پڑی ہوگی جس کا اندازہ کوئی دوسرا شخص نہیں کر سکتا جو اس ہجر کے دوزخ سے گزرا نہ ہو۔ بار بار سینے سے لگاتی ہوں گی۔ بار بار ماتھا چوما ہوگا۔ اپنے ہاتھوں سے آپ کو بار بار چھوتی ہوں گی۔ خوشی کے آنسوؤں سے آنکھیں بھی ڈبڈبائی ہوں گی۔ بار بار اپنے بیٹے کو سر سے پاؤں تک محبت میں ڈوبی ہوئی نظروں سے دیکھتی ہوں گی۔ یہ ممتا کی محبت کے اَنمول لمحات تھے اور اس کے پیار کی عجیب و غریب گھڑیاں تھیں جن کو چشم فلک نے کشمیر جنت نظیر کی حسین وادیوں میں دیکھا۔

والدہ کی وفات

آپ والدہ کے پاس کچھ عرصہ گزارنے کے بعد واپس پاکستان آ گئے اور اپنے دینی امور میں مصروف ہو گئے۔ شام وسحر کا سلسلہ جاری رہا۔ وقت یونہی گزرتا رہا۔ دونوں ملکوں کے حالات کروٹیں لینے لگے۔ امن وسکوں تہہ وبالا ہونے لگا۔ آمدورفت میں رکاوٹیں حائل ہونے لگیں بلکہ کشمیر جانا ناممکن ہوگیا۔

ستم ظریفی یہ کہ ان حالات میں والدہ کی وفات کی اندوہ ناک خبر آپ کو ملی جس کا غم سینے میں چھپائے ہوئے رنج والم کی راتیں اور دن گزارتے رہے۔ دل پر کیا کیا گزرتی ہوگی؟ دل کا کیا کیا رنگ ہوا ہوگا؟ نجانے کتنی بار خونِ جگر ہوا ہوگا؟ سینہ کب تک میدانِ کربلا بنا رہا ہوگا؟ یہ سب کچھ وہی جانتا ہے جو کنجِ تنہائی میں اپنی پیاری والدہ کی یادوں کے ساتھ ساتھ آنسو بہاتا تھا۔ کبھی نرم ونازک ہاتھوں کا لَمس یاد آتا ہوگا تو کبھی باہوں کا حصار۔ کبھی بچپن کی لوریاں یاد آتی ہوں گی تو کبھی آغوشِ محبت۔ کبھی بندھا ہوا کھانا یاد آتا ہوگا تو کبھی والدہ کا دُور تک چھوڑ کر جانا۔ زخموں سے چُور یہ اکیلا دل کس قدر صدمات اُٹھا رہا تھا۔ نجانے کس طرح اس رنجور دل کو خدائے رحیم وکریم نے دلاسے دیئے ہوں گے؟ کیسی کیسی راز ونیاز کی باتیں ہوئی ہوں گی کہ جن سے دل تسلی پکڑ گیا ہوگا اور ایک جاوداں قوت پیدا ہوگئی ہوگی۔ یہ سب کچھ بہتر وہی جانتا ہے جس کے ساتھ بیت رہی ہوتی ہے۔

خدا تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ خاکسار نے ایک شفیق، محبت کرنے والی اور ہمدرد ہستی کے ساتھ کام کرنے کی توفیق پائی۔ ماضی پر جب طائرانہ نظر دوڑاتا ہوں تو ایک باپ جیسے پیار ومحبت اور شفقت کے حسین دنوں کی یاد آتی ہے۔ وہ ہستی جس کے ماتھے پر کبھی شکن نہیں دیکھا۔ نرم ونازک لہجہ میں اپنے مفوّضہ کاموں پر عمل کرواتے۔ لہجے میں سختی کا دُور دُور تک نام ونشان تک نہ تھا۔ طبیعت میں ظرافت کا عنصر بھی پایا جاتا تھا جس سے شگفتگی آپ کے جسم وجاں میں مکیں رہتی۔ اپنے دوست احباب اور ماتحت لوگوں کو بھی اپنی شگفتہ باتوں سے خوش کرتے جس سے غیریت کے تمام حجاب اُٹھ جاتے اور اپنائیت اپنی پوری قوت سے خیمہ زن ہوجاتی۔ دلوں پر طمانیت کے بادل چھا جاتے اور دُوریاں حرفِ غلط کی طرح مٹ جاتیں۔

آپ کا دفتر تشریف لانا دفتر کے دَرودیوار اور انس وجاں کے لئے ایک بہارِ جاوداں کے جھونکے سے کم نہ ہوتا۔ دفتر میں آپ کی موجودگی سے اُلجھے ہوئے کام سلجھ جاتے۔ پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں مسائلِ کبریٰ کے پہاڑ ریزہ ریزہ ہونے شروع ہو جاتے۔ پرنٹنگ کے بھٹکے ہوئے اُمور صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جاتے۔ انسانی فطرتوں کے پیچیدہ اُلجھاؤ اِیستادہ راہوں پر آ جاتے۔ اشاعت کے مصائب ومشکلات، ذہانت اور حکمت سے دُور ہوتی جاتیں۔ پریشانیوں کے سائے چھٹ جاتے اور امیدِ مسرت کی کرنیں نمودار ہونے لگتیں۔ صبح سے وقتِ مقررہ تک اسی طرح نشیب وفراز کی گھڑیاں گزرتی رہتیں۔

کوئی نہ کوئی جسمانی عارضہ ہر انسان کو لاحق ہوتا ہے۔ آپ بھی عوارض سے مستثنیٰ نہیں تھے۔ لیکن آپ ان تکالیف کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے دینی امور میں مصروف رہتے اور ہمہ وقت نظر رضائے باری تعالیٰ پر جمی رہتی۔

اپنے امور کو احسن رنگ میں ادا کرنے کے لئے ہر پہلو پر غور وفکر کرتے۔ اسی فکر میں ڈوبے رہتے کہ کہیں کوئی پہلو نظروں سے اُوجھل نہ رہے۔ اس سلسلہ میں احباب سے مشورہ لینا بھی آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ جس سے آپ کا دل فرحت اور اطمینان محسوس کرتا اور مزید شرحِ صدر ہوجاتا۔

دربارِ خلافت سے آمدہ فوری امور کی انجام دہی کے لئے بہت فکرمند رہتے۔ ان کی تکمیل کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کرتے۔ وقتِ مقررہ کے اندر اختتام کرنے کے لئے اپنے سب قویٰ کو بروئے کار لاتے۔ یہ ضروری کام اگر انجام تک نہ پہنچیں تو کبھی دفتر میں ہی اور کبھی آپ ان کو اپنے ہمراہ لے جاتے۔ اُدھر سورج اپنی مقررہ رفتار سے ڈھلتا رہتا اور وقت تیزی سے گزرتا جاتا۔ وقت کا یہی احساس آپ کو بے چین کیے رکھتا کہ کہیں کاموں میں تاخیر نہ ہوجائے۔ اس لئے آپ کی راتوں کی نیندیں اُڑ جاتیں اور شبِ تنہائی میں اپنے کاموں کی تکمیل کے لئے محنتِ شاقہ کو اپنا وطیرہ بنا رکھا تھا۔

خلیفۂ وقت کا آپ کو شاندار خراجِ تحسین

''آپ بڑے صائب الرائے، سادہ مزاج، شریف النفس، معاملہ فہم، حلیم الطبع، مدبر، کم گو اور ہمیشہ نپی تلی بات کرنے والے تھے۔ ٹھوس علمی پس منظر کی وجہ سے ہر معاملے کی خوب گہرائی سے تحقیق کرتے تھے اور اپنی پختہ رائے سے نوازتے

تھے۔..............

محترم شاہ صاحب اپنے عہد کا بہت زیادہ پاس کرنے والے فرض شناس اور متوکل انسان تھے۔ اپنے ماتحتوں اور کارکنوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے جذبات کا بہت خیال رکھتے تھے۔......

میں نے ہمیشہ یہی دیکھا کہ باوجود بیمار ہونے کے بڑی خاموشی سے کام کرتے چلے جاتے تھے۔ آپ بے غرض، بے نفس اور ایک درویش صفت انسان تھے۔ دکھاوا اور نمود ونمائش قطعاً آپ میں نہ تھی۔ حلیمی اور چشم پوشی انتہا کی تھی۔ سلسلہ کی تاریخ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ اور ماخذ تھے۔ باوجود کثرت کار کے ہنس مکھ، درویش طبع اور عجز وانکسار کے پتلے تھے۔ سلسلے کے پیسے کو بہت احتیاط سے اور سوچ سمجھ کر خرچ کرتے تھے۔ ذات میں اَنا اور کبر کا ادنیٰ سا بھی شائبہ نہ تھا اور حقیقی طور پر ایک فرشتہ سیرت انسان تھے۔ ہمدردی خلق کا پہلو آپ میں بہت نمایاں تھا۔ گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ بڑا اچھا سلوک اور بچوں کی عزت نفس کا بہت خیال کرتے تھے۔ ہر عمل میں صبر کی اعلیٰ مثال تھے۔ مہمان نوازی بہت زیادہ تھی۔............

یہ خادم سلسلہ آخر دم تک سلسلے کے لئے وقف رہا اور حتی المقدور سلسلے کے کام کو ہر دوسری بات پر ترجیح دی۔ محترم شاہ صاحب نے دینی علم حاصل کیا۔ حضرت مسیح موعود کی کتب پڑھیں تو ان پر عمل بھی کیا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی ہمیشہ کوشش کی۔ میں نے ان کو کامل اطاعت کرنے والا پایا۔ بیعت کی روح کو سمجھنے والے اور اس کا حق ادا کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور خلیفہ وقت اور خلافت احمدیہ کو ہمیشہ ایسے جاں نثار اور خدمت کرنے والے سلطان نصیر اللہ تعالیٰ عطا فرماتا رہے۔"

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۳ر دسمبر ۲۰۱۱ بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن۔ الفضل ۔۲۷ر دسمبر ۲۰۱۱ صفحہ ۱)

شاہ صاحب کے ساتھ خاکسار کے چند واقعات

۞ ۔دھیما لب ولہجہ۔ خاکسار نے آپ کے ساتھ بہت لمبا عرصہ گزارا۔ مجھے نہیں یاد کہ آپ نے اُونچی آواز میں غصے کے عالم میں ڈانٹا ہو۔ دھیمے لب ولہجہ میں ہی کام لیتے تھے۔

۞ ۔کارکنان سے دوستانہ تعلق۔ کبھی کبھی کتابوں کے جملہ کاموں کے سلسلہ میں خاکسار کو شاہ صاحب کے ساتھ لاہور جانے کا موقعہ ملتا تھا۔ ایک دفعہ لاہور روانگی تھی جب میں گھر سے نکل کر ویگن کی طرف آیا تو آپ نے فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جب بیٹھ گیا تو کچھ دیر کے بعد آپ نے کہا کہ اس سیٹ پر بیٹھنے کے کچھ تقاضے بھی ہوتے ہیں۔ میں نے ڈرائیور سے پوچھا تو اس نے مسکرا کر جواب دیا کہ دوپہر کا کھانا اس کے ذمہ ہوتا ہے۔ چنانچہ کاموں سے فراغت کے بعد جب ہوٹل میں کھانا کھا لیا تو میں نے پیسے دینے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ فوراً آپ نے ہاتھ پکڑ لیا اور خود پیسے اَدا کر دیئے۔

۞ ۔کوئی مسئلہ حل ہونے پر خدا کا شکر ادا کرتے۔ روحانی خزائن میں چند عربی کتب کی نئی سیٹنگ کر کے مہینوں کی محنت کے بعد لندن بھجوائیں تو Arabic Desk کی طرف سے تجویز آئی کہ "ک" کو عربی لوگ درست خیال نہیں کرتے اس کی جگہ یہ "ک" تبدیل کر دیں۔ چونکہ Font تبدیل کرنے سے ساری کتب کی سیٹنگ خراب ہو جاتی ہے اور صرف "ک" تبدیل کرنے سے ہزاروں جگہوں سے تبدیل کر بھی دیا جائے تو تحریر کی خوبصورتی متاثر ہوتی ہے اس لئے شاہ صاحب فکر مند رہتے............ خاکسار نے اس سلسلہ میں ارادہ کیا کہ اس کا کوئی حل نکالا جائے چنانچہ Internet پر Search کرتا رہا۔ آخر کار Inpage میں کچھ Modification کر کے اس کا حل نکال لیا اور Print نکال کر وفات سے چند دن پہلے شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ نظر پڑتے ہی فوراً آپ کی زبان سے یہ الفاظ "شکر اے خدادا" نکلے۔

۞ ۔ کارکنان کی حوصلہ افزائی کرتے۔ نیا نیا کمپیوٹر کا دَور تھا۔ لاہور سے فائنل پروف کا مسودہ Bromide کی شکل میں ملتا تھا۔ خاکسار کانٹ چھانٹ کر کے سیٹنگ کر رہا تھا۔ شاہ صاحب کم وبیش 5 منٹ تک پیچھے کھڑے ہو کر کام دیکھتے رہے اور آخر میں قلم کے ساتھ ایک کاغذ کے پرزے پر یہ الفاظ "طاہر ماہر" لکھ کر چلے گئے۔

ایک طائرانہ نظر

شاہ صاحب کے حسنِ اخلاق اور اوصافِ حمیدہ پر جب طائرانہ نظر دَوڑائیں تو تاریخ کے جھروکوں سے گزرتے ہوئے ماضی کی عظیم ہستیوں پر نظر جا پڑتی ہے، جنہوں نے بے نفس ہو کر جماعت کی خدمت کی۔ اپنی سادہ زندگی کے لازوال نمونے پیچھے چھوڑے۔ اپنی محنتِ شاقہ سے دن رات ایک کر دیا۔ خلافت سے محبت کے اَنمٹ نقوش چھوڑے۔ غریب پروری اور ہمدردی کی مثالیں قائم کیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی داستانیں رقم کیں۔ اپنی اولاد سے پدرانہ شفقت اور اپنوں اور غیروں سے محبت کے جلوے دکھائے۔ راضی برضا اور صبر کے نمونے دکھلائے۔

ہم اپنے بزرگوں سے ماضی میں رونما ہونے والے بزرگوں کے مختلف قصے کہانیاں سنتے چلے آئے ہیں۔ ان قصے کہانیوں کو یکجا طور پر آپ کے وجود میں ڈھلتے ہوئے دیکھا اور ایک حقیقت کا رنگ اختیار کر گئیں جن کو ہم نے اپنے گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا۔ ہمارا علم الیقیں ترقی کرتا کرتا عین الیقیں سے گزر کر حق الیقیں تک پہنچ گیا۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت میں ان جیسے اور وجود پیدا کرتا رہے۔ آپ کی اولاد کو اور ان کی نسلوں کو آپ کی دعاؤں کے آسمانی خزانہ سے مستفید کرتا رہے۔ آمین ثم آمین۔

۞۞۞

خوشخبری

احباب جماعتہائے احمدیہ بھارت کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب ایم ٹی اے کے پروگرام KU Band کی چھوٹی ڈش پر بھی جو کہ دو فٹ کی ہوتی ہے، شروع ہو گئے ہیں۔ یہ ڈش بہت سستی مل جاتی ہے۔ صرف ایک ہزار سے لے کر پندرہ صد روپئے اس کا خرچہ ہے۔ لہٰذا احباب سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ اپنے گھروں میں یہ ڈش لگانے کا انتظام کریں۔ چھوٹی سی ڈش ہے جو کسی بھی جگہ لگ سکتی ہے۔

تمام زونل امراء کرام، صدران جماعت، مبلغین و معلمین کرام، اس بات کی نگرانی فرمائیں کہ جماعتی طور پر مشنوں یا سینٹرز میں ایم ٹی اے کی ڈش لگانے کے ساتھ ساتھ احباب جماعت کو انفرادی طور بھی اس کے لگانے کی تحریک فرمائیں۔ اسی طرح دلچسپی رکھنے والے زیر تبلیغ افراد کے گھروں میں بھی ڈش لگوانے کا انتظام کریں۔ چھوٹی ڈش جس پر اب ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھے جاسکتے ہیں اس کی فریکوینسی ودیگر تفاصیل درج ذیل ہیں:

Satellite	:	ABS-1
Direction	:	75 Degree East
Frequency	:	12579
Symbol Rate	:	22000
Poloraization	:	Horizontal
FEC	:	3 / 4
LNB User	:	Universal
LNB 1	:	09750
LNB 2	:	10600
Channel Name	:	Muslim TV 1

ڈش کی فٹنگ اور سیٹنگ وغیرہ کے لئے نظارت نشر واشاعت سے رابطہ کریں۔ فون نمبرات ذیل میں درج ہیں:

دفتر نشر واشاعت: 9872379133, 01872-222870

ای میل دفتر نشر واشاعت: qadian21@yahoo.com

ای میل دفتر اصلاح وارشاد قادیان: islahirshad@hotmail.com

ناظر اصلاح وارشاد قادیان

ضروری اعلان برائے خریداران "بدر"

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری کی تعمیل میں بدل اشتراک ہفت روزہ "بدر" کی سالانہ شرح یکم اپریل 2012ء سے درج ذیل ہے۔

اندرون ہند	:	500 روپے سالانہ
بیرون ہند	:	70 امریکن ڈالر
"	:	پونڈ 45 یا 70 کنیڈین ڈالر یا 50 یورو

(مینجر ہفت روزہ بدر قادیان)

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے
فون نمبر: 0924618281, 04027172202
09849128919, 08019590070
منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

ملکی رپورٹیں

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

پٹنہ (بہار) ۵ فروری ۲۰۱۲ء سرکل گیا اور سرکل آرہ کی درج ذیل جماعتوں میں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا انعقاد کیا گیا۔ گیا شہر، رام پور دنیا، بہادر پور، آرہ شہر، تیلا پور، گنگھارا، وشمبھر پور، مروٹا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تمام جماعتوں میں جلسہ سیرۃ النبیؐ میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ بعض جگہوں پر غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔ (زونل امیر۔ پٹنہ)

خانپور ملکی: (۵ فروری ۲۰۱۲ء) بروز اتوار لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ خانپور ملکی کا جلسہ سیرۃ النبیؐ زیر صدارت محترمہ ڈاکٹر ذکیہ نعیم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ احمدیہ مسجد میں منعقد کیا گیا۔

تلاوت قرآن مجید اور نعت کے بعد محترمہ ذکیہ وسیم صاحبہ نے آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ۔ محترمہ شاکرہ پروین صاحبہ نے سیرت حضرت محمد ﷺ۔ عزیزہ طوبیٰ ثمین صاحبہ نے آنحضرت ﷺ بحیثیت رحمۃ للعالمین۔ عزیزہ زوبیہ ثمرین نے آنحضرت ﷺ کا بچوں سے حسن سلوک کے موضوع پر تقاریر کیں۔ دوران تقاریر نعت خوانی اور نظمیں پڑھی گئیں۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(کوثر ناہید۔ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ خانپور ملکی)

دھولپور (راجستھان) الحمد للہ کہ ماہ فروری میں دھولپور راجستھان میں درج ذیل جماعتوں میں جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ منعقد ہوئے۔ بچگاؤں، شموں، کونکوٹا، طافر، دانتلوٹھی، باڑی، مڑھا۔ اللہ تعالیٰ ان جلسوں کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ (ٹی عبد الناصر زونل امیر دھولپور باراں)

جلسہ یوم مسیح موعودؑ

سرینگر: (۲۳ مارچ ۲۰۱۲) بعد نماز جمعہ احمدیہ مسجد میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ زیر صدارت محترم عبد الحمید صاحب زونل امیر منعقد ہوا۔ جلسہ میں محترم عبد الباسط صاحب امیر جماعت احمدیہ انڈونیشیا بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے۔ مبلغ انچارج صاحب کشمیر نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پر تقاریر کیں۔ آخر پر صدر مجلس نے صدارتی خطاب فرمایا اور دُعا کے ساتھ اس جلسہ کا اختتام ہوا۔

(الطاف حسین نائک۔ مبلغ سلسلہ فیض آباد کالونی۔ سرینگر)

برہ پورہ (بھاگلپور) (۲۵ مارچ ۲۰۱۲) احمدیہ مسجد میں سید عبد النعیم صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد عزیزم صداقت احمد، عزیزم مفضل احمد، عزیزم سید ابوطاہر اور سید ابوقاسم نے سیرت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوعات پر تقاریر کیں۔ آخر پر خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض وغایت بیان کی۔ ایک ترانہ سید ابوالفضل اور امتیاز احمد نے پڑھا۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔ (سید افاق احمد۔ معلم سلسلہ احمدیہ۔ برہ پورہ بھاگلپور)

جے گاؤں: (۲۳ مارچ ۲۰۱۲ء) بروز جمعہ احمدیہ مسجد میں محترم سید فہیم احمد صاحب نیشنل صدر بھوٹان کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم خیر الاسلام صاحب۔ مکرم مقصود احمد صاحب۔ سید سلیم احمد صاحب نے مختلف عناوین پر تقاریر کیں۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (شہاب الدین میاں۔ صدر جماعت جے گاؤں)

ھاری پاری گام: ۲۳ مارچ ۲۰۱۲ یوم مسیح موعودؑ کے سلسلے میں ایک پررونق تقریب احمدیہ مسجد میں منعقد ہوئی جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا پہلی تقریر قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے کی۔ خاکسار نے یوم مسیح موعود علیہ السلام کی مناسبت سے تقریر کی اور اجتماعی دُعا کرائی۔

(محمد امین اظہار۔ صدر جماعت ہاری پاری گام)

مرشد آباد: الحمد للہ کہ سرکل مرشد آباد بنگال کی مندرجہ ذیل جماعتوں میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد ہوا جس میں افراد جماعت نے ذوق وشوق سے حصہ لیا۔

برہم پور مشن۔ راج کھنڈ۔ ابراھیم پور۔ بھرت پور۔ کرتونیہ پاڑا۔ کمار پور۔ یولیا۔ شری رام پور۔ نال گرام۔ گاتھلہ۔ ٹیٹی ڈانگہ۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی میں برکت ڈالے آمین۔

(سرکل انچارج مرشد آباد بنگال)

جماعت احمدیہ کنورسٹی کا ایک روزہ تربیتی جلسہ

جماعت احمدیہ کنورسیٹی صوبہ کیرلہ کی سب سے پہلی جماعت ہے۔ کنورسیٹی میں 1904ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہی بعض افراد تحریری بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے تھے۔ مگر باقاعدہ جماعت 1915ء میں قائم ہوئی تھی۔ ابتداء میں جماعت کے پاس پانچ سینٹ زمین اور اُس میں ایک گھر تھا۔ گھر کو مسجد کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا۔ 1960ء میں گھر توڑ کر مسجد بنائی گئی۔ افراد جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مقامی جماعت کو 19.12.2011 میں مسجد سے ملحق 17 سینٹ زمین خریدنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس نئی زمین میں تعمیرات کے پروگرام کی تشکیل دی جا چکی ہے۔ اس خوشی کے موقعہ پر مقامی جماعت نے بتاریخ 22.1.12 بروز اتوار ایک روزہ تربیتی اجتماع کا انعقاد کیا۔ جس کی صدارت مکرم محمد صالح صاحب امیر جماعت احمدیہ کنورسٹی نے کی۔ مکرم ٹی نیاز احمد صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی اس کے بعد نظم ہوئی صدر اجلاس نے اپنے خطاب میں اجتماع کی غرض وغایت بتاتے ہوئے خصوصی طور پر مالی تعاون کی ضرورت کو بیان کیا۔ مکرم یو منصور احمد صاحب زونل امیر کنور زون نے اپنی تقریر میں اس جماعت کے ابتدائی زمانہ کے احمدیوں کی قربانیوں کا ذکر کیا۔ اس کے بعد خاکسار اور مکرم ایم عبد الرحمن صاحب نے تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔ دوپہر کے کھانے کے بعد جو خدام نے تیار کیا تھا اڑھائی بجے دوبارہ جلسہ شروع ہوا۔ اس جلسہ میں مکرم ایڈوکیٹ جمیل احمد صاحب، مکرم شفیع احمد صاحب مکرم ٹی شرف الدین صاحب نے تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔ چار بجے صدارتی خطاب اور دُعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(ٹی ایم محمد۔ مبلغ سلسلہ کنورسٹی۔ کیرلہ)

سنگ بنیاد روٹی پلانٹ اور گلشن احمدؑ قادیان

مورخہ 10 اپریل 2012ء بروز منگل شام ساڑھے چھ بجے گیسٹ ہاؤس دارالانوار قادیان (مشرقی جانب) محترم فاتح احمد صاحب ڈاہری انچارج انڈیا ڈیسک نے روٹی پلانٹ نصب کرنے کے لئے نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔

تقریب کا آغاز محترم انچارج صاحب انڈیا ڈیسک کی زیر صدارت محترم قاری نواب احمد صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ بعد ازاں محترم محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے اپنی مختصر تقریر میں فرمایا کہ؛ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت قادیان میں جلسہ سالانہ واجتماعات کے موقعہ پر آنے والے مہمانان کرام کے لئے عمدہ و بہترین روٹی تیار کروانے کی خاطر لبنان سے عمدہ مشین منگوانے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے جو عنقریب یہاں پہنچ جائیگی۔ اس مشین کو نصب کرنے کے لئے اس عمارت کا سنگ بنیاد آج محترم فاتح احمد صاحب ڈاہری انچارج انڈیا ڈیسک رکھیں گے۔ اس مختصر تعارفی تقریر کے بعد محترم انچارج صاحب انڈیا ڈیسک نے دُعاؤں کے ساتھ اس نئی عمارت کی بنیادی اینٹ رکھی بعد ازاں محترم حکیم محمد دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ، محترم ناظر اعلیٰ صاحب، صدر صاحبان انجمن تحریک جدید، وقف جدید موقعہ پر موجود جملہ ناظران وممبران صدر انجمن احمدیہ افسران صیغہ جات ودرویشان کرام نے دُعاؤں کے ساتھ ایک ایک اینٹ بنیاد پر رکھی بعد ازاں اجتماعی دُعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

سنگ بنیاد گلشن احمد علیہ السلام: مذکورہ بالا تقریب سے فارغ ہونے کے بعد جملہ حاضرین کرام احاطہ گلشن احمدؑ نزد مسجد مبارک پہنچے یہاں پر بھی سنگ بنیاد کی تقریب کا آغاز مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب کی سورۃ فاتحہ کی تلاوت سے ہوا۔ بعد ازاں محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے اپنی تعارفی تقریر میں بتایا کہ تقسیم ملک کے بعد اس جگہ جو عمارت تھی اُس میں نصرت گرلز اسکول ہی دیکھتے آئے ہیں اصل میں یہ عمارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچازاد بھائیوں مرزا امام دین مرزا نظام دین کی تھی جنہوں نے حضورؑ کی شدید مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو یہ خبر دی کہ اگر یہ لوگ توبہ نہیں کرینگے تو انکے گھر ویران ہو جائیں گے چنانچہ انکے گھر ویران ہوئے بعد ازاں انہیں کی اولاد میں سے ایک شخص مرزا گل محمد صاحب کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی اور انہوں نے یہ عمارت اور اس سے ملحقہ رقبہ جماعت کو دے دیا۔ یہ عمارت کافی پرانی و بوسیدہ ہو چکی تھی اس لئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس عمارت کو منہدم کر کے اسکی جگہ ایک خوبصورت بستان بنانے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ بعدہ سب سے پہلے محترم فاتح احمد صاحب ڈاہری نے ایک بنیادی اینٹ رکھی۔ بعد ازاں محترم حکیم محمد دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان، محترم ناظر اعلیٰ صاحب، صدر صاحبان انجمن تحریک جدید و وقف جدید، ناظر صاحبان وممبران صدر انجمن احمدیہ، وکلاء صاحبان، ناظمین صاحبان، افسران صیغہ جات ودرویشان کرام نے بنیادی اینٹیں رکھیں۔ آخر میں اجتماعی دُعا وحاضرین کی تواضع کے ساتھ یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ دُعا ہیکہ اللہ تعالیٰ ہر دو تقاریب کو ہر جہت سے بابرکت فرمائے۔ آمین

(محمد حمید کوثر۔ صدر شعبہ تاریخ بھارت)

اعلان نکاح

خاکسار کے بھانجے مکرم محمد اسلم آگاہ کا نکاح بتاریخ ۲۳ مارچ ۲۰۱۲ مکرمہ ڈاکٹر نصرت صاحبہ بنت مکرم سید محمد اقبال پاشا صاحب کے ساتھ مبلغ دو لاکھ پچاس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا گیا اور رخصتی عمل میں آئی۔ قارئین سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ اعانت بدر -/500 روپے۔ (شیخ محمود احمد محمود۔ قادیان)

قدیم ہندسوں اور رقموں کا بیان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں مندرجہ ذیل ہندسوں اور رقموں کا بکثرت استعمال فرمایا ہے۔ خصوصاً اپنی کتاب ''نشانِ آسمانی'' میں حضور علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تشریف لانے والے احباب جماعت کے دیئے گئے چندہ جات کو ان ہندسوں میں لکھا ہے۔ مرور زمانہ سے ان رقموں اور ہندسوں سے احباب نا آشنا ہو چکے ہیں۔ قارئین کے علم میں اضافہ کیلئے یہ رقمیں اور ہندسے بحوالہ اخبار ساز دکن مورخہ 23 جون 2011 پیش کئے جا رہے ہیں۔ (مدیر)

پچھلے تقریباً ساٹھ ستر سالوں سے ہندسوں اور رقموں کے لکھنے کا انداز اتنا بدل گیا ہے کہ ہمارا نیا تعلیم یافتہ طبقہ عام طور سے ان رقموں اور ہندسوں کا مطلب نہیں سمجھ پاتا۔ ہم نے بڑی مشکل سے قدیم ہندسوں اور رقموں کا بیان حاصل کیا ہے۔ یہ ایم۔ عاشقین اینڈ کمپنی، حویلی اعظم خاں، دہلی سے شائع ہونے والے بہشتی زیور کے حصہ اول میں شائع ہوا تھا جسے ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔ اس زمانے میں ان ہندسوں اور رقموں کو سمجھنا تو دور کی بات ہے ہمارا پڑھا لکھا طبقہ اسے نقل بھی نہیں کر سکتا۔ (ادارہ)

نام		صورت	نام		صورت	نام		صورت
ایک	۱	عمر	سترہ	۱۷	موعمر	تینتیس	۳۳	سیمر
دو	۲	عمار	اٹھارہ	۱۸	معمر	چونتیس	۳۴	للعمر
تین	۳	سےر	انیس	۱۹	لعمر	پینتیس	۳۵	وسمر
چار	۴	للعمر	بیس	۲۰	عمر	چھتیس	۳۶	سیمر
پانچ	۵	صر	اکیس	۲۱	لعمر	سینتیس	۳۷	معمر
چھ	۶	سےر	بائیس	۲۲	عمر	اڑتیس	۳۸	سیمر
سات	۷	معمر	تئیس	۲۳	عمر	انتالیس	۳۹	لوسمر
آٹھ	۸	سےر	چوبیس	۲۴	للعمر	چالیس	۴۰	للعمر
نو	۹	لعمر	پچیس	۲۵	عمر	اکتالیس	۴۱	للعمر
دس	۱۰	عمر	چھبیس	۲۶	عمر	بیالیس	۴۲	لعمر
گیارہ	۱۱	لعمر	ستائیس	۲۷	عمر	تینتالیس	۴۳	للعمر
بارہ	۱۲	عمر	اٹھائیس	۲۸	عمر	چوالیس	۴۴	لولعمر
تیرہ	۱۳	عمر	انتیس	۲۹	لوعمر	پینتالیس	۴۵	لعمر
چودہ	۱۴	للعمر	تیس	۳۰	سمر	چھیالیس	۴۶	للعمر
پندرہ	۱۵	عمر	اکتیس	۳۱	لسمر	سینتالیس	۴۷	للعمر
سولہ	۱۶	عمر	بتیس	۳۲	عمر	اڑتالیس	۴۸	للعمر

نام		صورت	نام		صورت	نام		صورت
انچاس	۴۹	للعمر	سڑسٹھ	۶۷	معمر	پچاسی	۸۵	ولسمر
پچاس	۵۰	صمر	اڑسٹھ	۶۸	سمر	چھیاسی	۸۶	لسمر
اکیاون	۵۱	لعمر	انہتر	۶۹	لعمر	ستاسی	۸۷	معلمر
باون	۵۲	عمر	ستر	۷۰	معمر	اٹھاسی	۸۸	ملعمر
ترپن	۵۳	سمر	اکہتر	۷۱	لمعمر	نواسی	۸۹	لوسمر
چون	۵۴	للعمر	بہتر	۷۲	عمعمر	نوے	۹۰	لعمر
پچپن	۵۵	وسمر	تہتر	۷۳	معمر	اکیانوے	۹۱	للعمر
چھپن	۵۶	عمر	چوہتر	۷۴	للعمر	بانوے	۹۲	علعمر
ستاون	۵۷	موسمر	پچہتر	۷۵	معمر	ترانوے	۹۳	بدلعمر
اٹھاون	۵۸	وسمر	چھہتر	۷۶	سمر	چورانوے	۹۴	للولعمر
انسٹھ	۵۹	لوسمر	ستتر	۷۷	موعمر	پچانوے	۹۵	ولعمر
ساٹھ	۶۰	سمر	اٹھتر	۷۸	لوعمر	چھیانوے	۹۶	لعمر
اکسٹھ	۶۱	لسمر	اناسی	۷۹	لوعمر	ستانوے	۹۷	معلعمر
باسٹھ	۶۲	عسمر	اسی	۸۰	لمر	اٹھانوے	۹۸	مدلعمر
ترسٹھ	۶۳	سمر	اکیاسی	۸۱	لسمر	ننانوے	۹۹	لولعمر
چونسٹھ	۶۴	للعمر	بیاسی	۸۲	سمر	سو	۱۰۰	مار
پینسٹھ	۶۵	وسمر	تراسی	۸۳	سمر	دو سو	۲۰۰	مار
چھیاسٹھ	۶۶	سمر	چوراسی	۸۴	للعمر	تین سو	۳۰۰	سار

چار سو	پانچ سو	چھ سو	سات سو	آٹھ سو	نو سو	ایک ہزار
۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰
ٹھمار	ممار	سار	معمار	لمار	لغار	الــۓ

کیا آپ جانتے ہیں؟

نابینوں کے مسیحا لوئی بریل

دوسروں کی بہبود کے لئے جو انسان کچھ کر جائے اس کا نام تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جاتا ہے۔ فرانس کے لوئی بریل بھی ایسی ہی عظیم شخصیتوں میں سے ایک تھے۔ جنہوں نے خود نابینا ہوتے ہوئے بھی نابینا لوگوں کے لئے بریل رسم الخط کو ایجاد کر کے ان کی تعلیم اور روزگار کی راہ ہموار کی۔ فرانس کی راجدھانی پیرس سے چارکلومیٹر دور کوپری نام کے گاؤں میں 4 جنوری 1809 کو بریل کا جنم ہوا۔ لوئی کی ماں مینک بریل ایک گھریلو عورت تھیں باپ سائمن بریل گھوڑوں کی جین بنانے کا کارخانہ چلاتے تھے۔ 4 بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹے لوئی کمپلیکس میں کھیلتے رہتے تھے جب لوئی کی عمر صرف تین برس کی تھی تو ایک دن کھیلتے کھیلتے انہوں نے جین کے لئے چاقو سے چمڑا کاٹنے کی کوشش کی لیکن چاقو آنکھ میں جا لگا اور ایک آنکھ ہمیشہ کے لئے بے کار ہو گئی۔ اس آنکھ میں ہوئی انفیکشن کی وجہ سے انہیں کچھ دن بعد دوسری آنکھ میں بھی دکھائی دینا بند ہو گیا اور لوئی بریل پوری طرح نابینا ہو گئے۔

بچپن میں لوئی کے سات برس ایسے ہی گزرے۔ عمر کے دسویں برس میں ان کے والد نے انہیں پیرس کے رائل نیشنل انسٹی چیوٹ بلائنڈ چلڈرن میں داخل کروا دیا۔ اس اسکول میں 'ویلنٹ ٹین ہوئ' کے بنائے گئے رسم الخط سے پڑھائی ہوتی تھی لیکن یہ رسم الخط ادھورا تھا لیکن لوئی نے یہاں تاریخ جغرافیہ اور حساب میں مہارت حاصل کر لی اسی اسکول میں ایک بار فرانس کی فوج کے ایک افسر کیپٹن چارلس باربیک ٹینگ کے سلسلے میں آئے انہوں نے فوجیوں کی اندھیرے میں پڑھے جانے والے 'رایٹ رانگ' یا 'سونوگرافی' رسم الخط کے بارہ میں بتایا یہ رسم الخط کاغذ پر حروف ابھار کر بنایا جاتا تھا اور اس میں 12 نقطوں کو 6.6 کی دو سطروں میں رکھا جاتا تھا۔ دانشور لوئی نے اس رسم الخط کو آدھا بنا کر 12 کی بجائے صرف چھ نقطوں کا استعمال کر کے 64 حروف بنائے اس میں فل سٹاپ نشان اور سنگیت کے نوٹیشن بھی لکھے جا سکتے ہیں۔ یہی رسم الخط آج سب جگہ تسلیم شدہ ہے۔ لوئی نے جب یہ رسم الخط بنایا تب وہ صرف 15 برس کے تھے 1824 میں بنا یہ رسم الخط دنیا کے تقریباً سبھی ممالک میں استعمال میں لایا جاتا ہے۔

بعد ازاں لوئی کو اسی اسکول میں ٹیچر کے طور پر تقرری مل گئی۔ 1851 میں ان کی طبیعت بگڑنے لگی اور 6 جنوری 1852 کو صرف 43 سال کی عمر میں ان کا دیہانت ہو گیا۔ ان کی موت کے 16 برس بعد رائل انسٹی چیوٹ فار بلائنڈ یوتھ نے اس رسم الخط کو تسلیم کر لیا۔ (بحوالہ ہندسماچار 8 اپریل 2012 صفحہ 12)

موجودہ سماج کی تصویر

اخبار سپوکس مین پنجابی 16 مارچ 2012 صفحہ 8 میں زیر عنوان ''موجودہ سماج کی تصویر خطرے کی گھنٹی'' سرجن سنگھ بتولیا لکھتے ہیں: ''(ترجمہ) 1950.60 میں نظر دوڑائیں تو پنجاب میں کھیت، ٹاہلی، کیکر، جنڈ، بیری، نیم پیپل، برگد وغیرہ درختوں کی بھرمار نظر آتی ہے۔ سڑکیں، نہریں ان درختوں کا ذخیرہ تھے۔ آج 2012 میں یہ درخت کہیں نظر نہیں آتے۔ آج نظر آتا ہے تو صرف سفیدہ، جس کی نا چھاؤں ہوتی ہے نہ ہی لکڑی کسی کام آتی ہے۔ سوال اٹھتا ہے کہ درخت کہاں گئے؟

پنجاب واسیو! شہروں میں متتریوں۔ سائنسدوں اعلیٰ افسروں اور رسوخ والے لوگوں کے گھروں میں دیکھو، ان کی کھڑکیاں دروازے کالی ٹاہلی کے نظر آئیں گے۔ ان لوگوں نے ذاتی لالچ کی وجہ سے روایتی درختوں کی کمی کر دی۔ جب درخت نہیں رہے تو چڑیاں، کوے، طوطے تیتر، بٹیر کہیں نظر نہیں آتے۔ گیدڑ، لومڑی کی آواز کہیں سنائی نہیں دیتی۔ کوئی وقت تھا کہ پنجاب میں بھینسوں، گایوں کے جھنڈ نظر آتے تھے مگر اب گائیں بھینسیں عام لوگوں کی پہنچ سے باہر ہو گئی ہیں۔ کسان غریب مزدور مل کر آپس میں کھیت میں کام کرتے تھے اور دکھ سکھ کے ساتھی ہوتے تھے مگر آج کسان اور مزدور ایک دوسرے کے مخالف بنے بیٹھے ہیں۔ آج نہ تو کسان کے پاس کچھ ہے اور نہ غریب مزدور کے پاس کچھ، مگر سیاسی پارٹیاں اور کاروباریوں کے پاس اتنا روپیہ جمع ہو گیا ہے کہ وہ ووٹس کے وقت بہت بڑی قیمت دے کر خرید و فروخت کے قابل ہو گئی ہیں''

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 3 May 2012 IssueNo : 18

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S. $: 50 Euro
: 70 Canadian Dollar

ثابت قدمی اور استقامت کی جو جاگ صحابہ رضی اللہ عنہم میں آپ علیہ السلام کی قوت قدسیہ سے لگی ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے آج تک اُسے قائم فرمایا ہوا ہے

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایمانی استقامت اور معجزانہ حفاظت کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20 اپریل 2012 بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آج بھی میں صحابہ کے کچھ واقعات پیش کروں گا جن سے صحابہ کی ثابت قدمی کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت میاں عبد اللہ خاں صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جس سال تحصیل ظفروال طاعون پڑی ہے اس سال میں پلیگ کلرک مقرر ہو کر سیالکوٹ سے ظفروال گیا وہاں چودھری محمد حسین صاحب نے مجھ سے کہا کہ کیا تم حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر زندہ مانتے ہو میں نے سائنس کے لحاظ سے کہا کہ نہیں۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ پیش کیا کہ مسیح آنے والا میں ہوں اور مسیح بنی اسرائیلی فوت ہو گیا ہے اور اُسی وقت میں نے بیعت کا خط بھی لکھ دیا۔ پھر میں افریقہ چلا گیا۔ میرے والد صاحب چونکہ احمدی نہیں تھے انہوں نے 1911ء میں غیر احمدیوں کے بہکاوے میں آکر مجھے لکھا کہ حضرت صاحب کو میرے الفاظ میں کہو (جو کچھ انہوں نے لکھا تھا) اگر نہیں کہو گے تو میں تمہیں اپنی جائیداد سے عاق کر دوں گا۔ میں نے آٹھ دس دن خط اپنے پاس رکھا ایک رات میں نے اپنی بیوی سے جو ان پڑھ تھی اس کا ذکر کیا اس نے کہا جب یہ لوگ حضرت مسیح موعود کو مہدی ماننے کیلئے تیار نہیں تو ہم کو برا کہنے کیلئے کیوں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارا انتظام پہلے ہی کر دیا ہے۔ آپ لکھ دیں کہ ہم ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں۔ آپ بے شک ہمیں جائیداد سے عاق کر دیں۔ کہتے ہیں میں نے ایسا ہی لکھ دیا۔ والد صاحب نے جواباً لکھا کہ میں نے لوگوں کے بہکاوے میں آکر ایسا لکھ دیا تھا۔ پھر میں واپس آگیا۔ ایک دن والد صاحب اور چند اور احباب کے ساتھ اس موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی والد صاحب نے کہا کہ میں مرزا صاحب کو اس وقت سے جانتا ہوں جب آپ سیالکوٹ میں ملازمت کیا کرتے تھے اس وقت آپ کی عمر 20-22 سال ہوگی۔ ایک بار ایک زمین دار آیا اور مرزا صاحب سے کہا کہ جو امام مہدی آنے والا تھا وہ معلوم ہوتا ہے آپ ہی ہیں۔ میں نے والد صاحب سے کہا کہ یہ تو آپ کے لئے حجت ہے۔ والد صاحب نے کہا کہ اگر مرزا صاحب سچے بھی ہوں تب بھی میں نہ مانوں گا۔ تب ہم نے استغفار پڑھا اور اُٹھ کر آ گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ عبد الرشید صاحبؓ کی روایت بیان کی آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میر رلدو جو میرے والد کے دوست تھے آئے اور کہنے لگے کہ چلو مولوی محمد علی سے بات کرتے ہیں۔ مولوی صاحب نے کیف انتم اذا نزل فیکم والی حدیث پڑھی اور اس کی غلط تشریح کی میں نے عرض کی کہ آپ غلط تشریح کرتے ہیں۔ پھر میں نے وفات مسیح سے متعلق آیات پڑھیں اور فاقول کما قال عبد صالح والی حدیث پڑھی تو مولوی صاحب غصہ سے میر رلدو سے فرمانے لگے کہ میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ اس نے سیدھا نہیں ہونا۔ میر رلدو بھی بہت شرمندہ ہوا۔ بعد میں میرے والد صاحب سے بتایا کہ مولوی محمد علی عبد الرشید کو پوری طرح سے سمجھا نہیں سکا بچہ ہے سمجھ جائے گا۔ حضور نے فرمایا یہ آج کل کے مولویوں کا حال ہے ہمارے بچے بھی ان مولویوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مولویوں کی ڈھٹائی کا واقعہ بیان فرمایا کہ ثاقب زیروی صاحب نے لکھا ہے کہ ایک جلسہ کے موقعہ پر مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا تھا کہ اگر خدا بھی آکر مجھے کہے کہ مرزا صاحب سچے ہیں تو بھی میں نہیں مانوں گا۔

حضرت امیر خان صاحبؓ لکھتے ہیں کہ جب میں بیعت کر کے قادیان سے واپس اپنے وطن گیا تو مسمی مہتاب خان جو کہ ایک مغرور ترین انسان تھا میری مخالفت پر تل گیا اور زبان درازی میں حد سے گذر گیا۔ مگر میں نے صبر سے کام لیا آخر اُس کے کنبے میں طاعون پھوٹ پڑی اور اس قدر تباہی ہوئی کہ اس کا سارا خاندان تباہ ہو گیا اور وہ اپنی بیٹی کے گھر جو دوسرے گاؤں میں بیاہی تھی کھانا کھانے کیلئے جاتا تھا جو اس کے لئے کسی بھی موت سے بدتر تھا۔ ایک دن میں فجر کے بعد مسجد میں تلاوت قرآن کریم کر رہا تھا کہ وہ میرے پاس آیا اور کہا کہ دیکھ میری حالت کیا ہے اور کعبے کی طرف ہاتھ کر کے کہنے لگا کہ مجھے مرزا صاحب سے کوئی عناد نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ثابت قدمی اور استقامت کی جو جاگ صحابہؓ میں آپؑ کی قوت قدسیہ سے لگی ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے آج تک اُسے قائم فرمایا ہوا ہے۔ اللہ ان صحابہ کے درجات بلند کرے اور ان کی اولادوں کو بھی استقامت بخشے اور آئندہ شامل ہونے والوں کے ایمان کو بھی قوت بخشے۔

حضور انور نے صحابہ کی معجزانہ حفاظت اور اللہ کے خاص سلوک کے بھی بعض واقعات پیش فرمائے۔

حضرت مرزا برکت علی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ بندہ ۴ ۱ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلے میں کانگڑہ بمقام دھرمسالہ ایک مکان کے نیچے دب گیا اور بصد مشکل باہر نکالا گیا۔ اس موقعے کے چشم دید گواہ بابو گلاب دین صاحب اوورسیئر فرماتے ہیں کہ زلزلے سے دو اڑھائی ماہ قبل جب حضرت مسیح موعودؑ نے اس زلزلے کی پیشگوئی فرمائی تھی تو بندہ خود بھی قادیان میں موجود تھا۔ میں نے حضورؑ کے اشتہار دھرم سالہ میں تقسیم بھی کئے تھے۔ بندہ وہاں مرزا رحیم بیگ صاحب صحابی سے بھی ملنے جایا کرتا تھا مرزا صاحب کے دوسرے بھائی احمدی نہ تھے صرف ان کے اپنے بیوی بچے ان کے ساتھ احمدی ہوئے۔ باقی تمام لوگ ان کی سخت مخالفت کرتے تھے۔ اللہ کے فضل سے سب احمدی اس زلزلے کی تباہی میں بچ گئے حالانکہ وہاں میرے خیال میں نوے فیصد جانوں کا نقصان ہوا تھا۔ تمام احمدیوں کا بچ جانا ایک عظیم الشان نشان ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی پوری ہوئی۔

حضرت چودھری عبد الحکیم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار اتفاقاً میری ملاقات مولوی بدر الدین احمدی سے ہوئی جو ایک پرائمری اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے انہوں نے مجھے اخبار الحکم پڑھنے کو دیا۔ اس کے پہلے صفحہ پر خدا تعالیٰ کی تازہ وحی اور کلمات طیبات امام الزمان لکھے ہوئے ہوتے تھے۔ میں ان کو پڑھتا تھا اور میرے دل میں ایسی محبت اور کشش ہوتی تھی کہ فوراً حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں پہنچوں۔ اللہ کا فضل ہوا اور باوجود اہل حدیث مولویوں کے بہکانے کے میں نے تھوڑے ہی عرصے میں قبول کر لیا۔ میں نے قادیان کا ارادہ کیا میرے ساتھ ایک اور مولوی سلطان محمود صاحب بھی تیار ہو گئے۔ اس وقت میری تنخواہ ۱۵ روپے تھی اور غربت کی حالت تھی کیونکہ ریلوے کا پاس نہ تھا۔ میں نے بمعہ دوسرے دوست کے امرتسر کا ٹکٹ لیا کیونکہ ہمارے پاس قادیان کا کرایہ پورا نہ تھا۔ امرتسر پہنچ کر ہمارا ٹکٹ ختم ہو گیا۔ ہم نے بٹالہ والی گاڑی میں سوار ہونا تھا مگر ہمارے پاس صرف آٹھ آنے تھے۔ ہم نے دو دو آنے کا ویرکے کا ٹکٹ لے لیا۔ ویرکے اسٹیشن پر ہمارا ٹکٹ ختم ہو گیا لیکن ہم نہ اُترے۔ دوسرے اسٹیشن کے درمیان جب گاڑی جا رہی تھی کہ ایک ملازم مسافروں کا ٹکٹ چیک کرتا ہوا آیا ہمارے پاس چونکہ ٹکٹ اور پیسے نہ تھے اس لئے ہم اپنی بے عزتی کے خوف سے ڈرے ہم دونوں نے دُعا کی کہ اے خدا ہم تیرے سچے مسیح موعود سے ملاقات کی غرض سے جا رہے ہیں ہماری پردہ پوشی فرما اور ہم کو بے عزتی اور رسوائی سے بچا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دُعا کو سنا اور ملازم نے ہم سے ٹکٹ مانگے ہم نے وہی ٹکٹ دے دیئے اس نے خوب اچھی طرح سے دیکھ کر وہ ٹکٹ ہمیں واپس دے دیئے اور ہمیں کچھ نہ کہا اور چلا گیا۔ یہ ہمارے لئے ایک معجزہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسوائی سے بچایا اور ہماری پردہ پوشی فرمائی۔ حضور نے حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ کا دریا کی گرداب سے معجزانہ حفاظت کا قصہ بھی بیان فرمایا اور فرمایا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنی چاہیئے کہ اللہ ہمیں بھی ان صحابہؓ جیسی ایمانی حالت عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا Live خطبہ جمعہ ہندوستانی وقت کے مطابق 5.30 بجے شام شروع ہوتا ہے۔ تمام زونل امراء، مبلغین و معلمین کرام حضور انور کے Live خطبہ جمعہ کو احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کو باقاعدگی سے سنانے کا اہتمام کریں۔

(نظارت اصلاح و ارشاد قادیان)